حضرت امام ابو حنیفہؒ کے سو قصے

مؤلف
مولانا محمد اویس سرور

بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷-۳۵۲۲۸۳

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے سو قصے

مولانا محمد اویس سرور

بیت العلوم

ہیڈ آفس: ۲۰ - نابھہ روڈ چوک پرانی انارکلی - لاہور فون: 7352483
برانچ: A-32 غزنی سٹریٹ، 38 اردو بازار لاہور فون: 042-37313884
www.baituluoom.com

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے
سو قصے

مؤلف

مولانا محمد اویس سرور

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون: ۷۳۵۲۲۴۸۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ
کے سو قصے

مؤلف

مولانا محمد اویس سرور

باہتمام

مولانا محمد ناظم اشرف

طباعت بار اول

جنوری ۲۰۱۰ء

ناشر

بیت العلوم

[illegible]
[illegible]
www.baitululoom.com

فہرست مضامین

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سو قصے

پیش لفظ

یہ بات ہر طرح کے شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ فقہ حنفی کے سرخیل امام ابوحنیفہؒ کو اللہ تعالیٰ نے جو فقیہانہ شان عطا فرمائی تھی وہ کسی دوسرے عالم کے حصہ میں نہ آسکی۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے صحابہ کرام ؓ میں سب سے بڑے فقیہ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کے علوم وروایات کو اختیار فرمایا اور ان کی ترویج وتبلیغ فرمائی۔ دوسری طرف آپ کی خداداد فراست وذہانت اور حیران کن فقہی استعداد آپ کو تاریخ اسلام کے دوسرے تمام فقہاء کرام سے ممتاز مقام عطا کرتی ہے۔ گویا کہ آپ أفقه الصحابة (سب سے بڑے فقیہ صحابی) کے ایک ایسے تبع ہیں جسے أفقه الائمة (سب سے بڑے فقیہ امام) ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ کی فقہی دسترس اور فقیہانہ مزاج کے واقعات پڑھ کر محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی فطرت میں وہ اسرار ودیعت فرمادیے تھے جن کے ذریعے فقہ کے میدانوں میں خوشہ چینی کرنا آپ کی فطرت ثانیہ بن گیا تھا۔

امام ابوحنیفہؒ وہ پہلے فقیہ تھے جنہوں نے اصول فقہ کو ایجاد کیا اور ان اصولوں کی روشنی میں فقہی مسائل کا استنباط فرمایا۔ اگرچہ بعد میں امام شافعیؒ نے اصول فقہ کو مرتب اور مدون فرمایا۔

حدیث وفقہ کے ادنیٰ طالب علم سے بھی امام صاحبؒ کی شخصیت پنہاں نہیں رہ سکتی۔ اس لافانی کردار کی مبارک زندگی کے ہر پہلو سے غوطہ خوری کرنے والوں کو لاثانی لعل وجواہر حاصل ہوسکتے ہیں جو زندگی کے ہر موقع میں انسان کی راہ نمائی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اس کتاب میں مستند حوالہ جات کے ساتھ امام اعظم ابو حنیفہ ؒ کے سو سے زیادہ قصوں کو جمع کیا گیا ہے۔ ان قصوں میں پڑھنے والوں کے عبرت وموعظت کا بیش بہا سامان موجود ہے، جنہیں پڑھ کر ذہن کی آستینیں بھی کھلتی ہیں اور بعض اوقات ذہانت وخوش طبعی کے نمونے دیکھ کر لبوں پر مسکراہٹ بھی آتی ہے۔ امام صاحب ؒ کے تقویٰ کا حال پڑھ کر اعمال میں پختگی کا جذبہ بھی ابھرتا ہے اور علم ودانش کی وادیوں میں غوطہ خوری کرنے کی چنگاری بھی فروزاں ہونے لگتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس طالب علمانہ کاوش کو قبول فرمائے اور راقم کے ساتھ ساتھ مولانا ناظم اشرف صاحب مدظلہ (مدیر بیت العلوم واستاذ جامعہ اشرفیہ) اور ان کے جملہ معاونین کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ ...... آمین ثم آمین......

شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہوجائے
یہ التجائے مسافر قبول ہوجائے

محمد اویس سرور

☆☆☆

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا اسم ونسب یہ ہے ''امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان تیمی، کوفی ؒ

آپ کے آباء واجداد میں سے نعمان بن مرزبان کابل کے اعیان واشراف میں بڑی فہم وفراست کے مالک تھے، حضرت علی ؓ کے دور خلافت میں اسلام قبول کرنے کے بعد کوفہ چلے آئے اور یہیں آباد ہو گئے، اس خاندان کو حضرت علی ؓ سے خصوصی تعلق تھا۔

امام صاحب کے پوتے اسمٰعیل ؒ فرماتے ہیں کہ میرا نام اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان ہے، ہم لوگ فارس النسل ہیں، ہمارا خاندان کبھی کسی کا غلام نہیں تھا۔ میرے دادا ابوحنیفہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، میرے پردادا ثابت بچپن میں حضرت علی ؓ کی خدمت میں گئے، آپ نے ان کے اور ان کی اولاد کے حق میں خیر وبرکت کی دعا فرمائی، ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علی ؓ کی یہ دعا قبول فرمائی ہے۔ نعمان بن مرزبان نے نوروز کے جشن پر حضرت علی ؓ کو فالودہ پیش کیا، تو آپ نے کہا کہ ہمارا ہر دن نوروز ہے، ایک روایت کے مطابق یہ واقعہ جشن مہرجان کا ہے۔

أخبار أبي حنيفة وصاحبيه: ص ٣

امام ابوحنیفہ ؒ کا خاندان کوفہ کے ایک معزز وشریف قبیلہ بنو تیم اللہ بن ثعلبہ سے ولاء کا تعلق کر کے تیمی کی نسبت سے مشہور ہوا، اس قبیلہ کے افراد نجابت وشرافت کی وجہ سے ''مصابیح الظلم''، یعنی ظلمتوں کے چراغ کہلاتے تھے۔

جمهرة أنساب العرب: ص ٣٩٩

امام صاحب کی ولادت خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دور میں ۸۰ھ میں کوفہ کے مشرقی علاقہ میں ہوئی، اس وقت کوفہ کی آبادی پر تقریباً ۶۷ سال گزر چکے تھے، صحابہ کرام اور تابعین عظام کی کثرت یہاں موجود تھی، جن کے دم قدم سے کوفہ کا کوچہ کوچہ دارالعلم بنا ہوا تھا، ہر طرف دینی اور علمی مجلسیں اور طبقے قائم تھے، اسی ماحول میں امام صاحبؒ نے ہوش سنبھالا، خاندانی ذریعہ معاش ریشم اور ریشمی کپڑے کی تجارت تھا، کوفہ کی جامع مسجد کے قریب حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ کے بابرکت مکان میں دُکان تھی۔

بچپن میں امام صاحب نے مکہ مکرمہ میں ایام حج میں ایک صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور ان سے ایک حدیث سن کر اس کو روایت کیا۔ مسند امام اعظم میں ہے:

"قال ابو حنيفة رضى اللّه عنه: ولدتُ سنة ثمانين، وحججت مع ابى سنة ست وتسعين، وانا ابن ست عشرة سنة، فلما دخلتُ المسجد الحرام ورايتُ حلقةً، فقلتُ لابى: حلقةُ من هذه؟ فقال: حلقة عبدالله بن الحارث بن جزء صاحب النبى صلى الله عليه وسلم فتقدمتُ فسمعته يقول: سمعتُ رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ((من تفقه فى دين الله كفاهُ الله مهمه ورزقه من حيث لا يحتسب))

مسند الامام الأعظم، ص: ۲۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، کراچی

"امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ میں ۸۰ھ میں پیدا ہوا۔ اور ۹۶ھ میں اپنے والد کے ساتھ حج کیا، اس وقت میں سولہ سال کا

تھا۔ جب مسجد حرام میں داخل ہوا تو ایک حلقۂ درس دیکھا، والد سے پوچھا کہ یہ کس کا حلقہ ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ صحابی رسول عبداللہ بن حارث بن جزء کا حلقہ ہے، یہ سن کر میں آگے بڑھا تو ان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کے لیے کافی ہوگا اور اس کو بے شان و گمان روزی دے گا"

امام ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ امت مسلمہ میں دین، فقہ اور علم اصحاب عبداللہ بن مسعود، اصحاب زید بن ثابت، اصحاب عبداللہ بن عمر، اور اصحاب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ذریعہ پھیلا، اہل مدینہ کا علم اصحاب زید بن ثابت اور اصحاب عبداللہ بن عمر سے ہے، اہل مکہ کا علم اصحاب عبداللہ بن عباس سے ہے، اور اہل عراق کا علم اصحاب عبداللہ بن مسعود سے ہے۔

أعلام الموقعين (۱/۱۶)

کوفہ کے اصحاب عبداللہ بن مسعود میں علقمہ بن قیس نخعیؒ (متوفی ۷۲ھ) حیاتِ نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے تھے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت سعد، حضرت حذیفہ، حضرت ابودرداء، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت خالد بن ولید، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم وغیرہ اکابر صحابہ سے روایت کی تھی، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم علقمہ بن قیس سے فتویٰ دریافت کیا کرتے تھے، وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علم کے حقیقی وارث تھے۔

علقمہ بن قیس سے ابراہیم بن یزید نخعیؒ (متوفی ۹۶ھ) نے علم فقہ حاصل کیا، نیز دوسرے اعیان تابعین سے کسب فیض کیا، یہ علقمہ بن قیس کے بھانجے تھے، ان دونوں حضرات کے بارے میں ابومثنی رباح کا قول ہے:

''جب تم نے علقمہ کو دیکھ لیا تو عبداللہ بن مسعود کے نہ دیکھنے سے تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا، وہ عبداللہ بن مسعود کے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور جب تم نے ابراہیم کو دیکھ لیا تو علقمہ کے نہ دیکھنے سے تم کو کوئی نقصان نہیں ہوگا''

تهذيب التهذيب (٢٧٨/٧)

اور ابراہیم نخعی سے حماد بن ابی سلیمان مسلم (متوفی ۱۲۰ھ) نے علم فقہ حاصل کیا، ان کے علاوہ سعید بن میسب رحمہ اللہ، سعید بن جبیر رحمہ اللہ، عکرمہ رحمہ اللہ عبداللہ بن عباس، حسن بصری رحمہ اللہ، شعبی رحمہ اللہ وغیرہ سے اکتساب فیض کیا۔

اور حضرت حماد رحمہ اللہ سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فقہ وفتویٰ کی تعلیم حاصل کر کے حضرت عبداللہ بن مسعود کے فقہی مکتب کی ترویج واشاعت کی، اور ان سے ان کے بہت سے اصحاب وتلامیذ نے فقہ وفتویٰ کی وراثت پائی، جن میں یہ حضرات نمایاں ہوئے، قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ، محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ، زفر بن ہذیل رحمہ اللہ، حماد بن ابو حنیفہ رحمہ اللہ، قاضی عافیہ بن یزید اودی رحمہ اللہ، نوح بن دراج رحمہ اللہ وغیرہ۔

امام صاحب نے اپنے استاذ امام شعبی رحمہ اللہ کی تنبیہ وترغیب کے بعد دینی علوم کی طرف خصوصی توجہ کی، اور ان کے حصول سے پہلے مروجہ دینی علوم میں غور کیا تو ان کے نزدیک فقہ کا علم سب سے زیادہ مفید اور نافع ٹھہرا، اس میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فقہی مکتب تمام مکاتب فقہ میں اعلیٰ وافضل معلوم ہوا، اس لیے اس کے ترجمان امام حماد بن ابی سلیمان کی درسگاہ میں پہنچے، جہاں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت زید بن ثابت اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کے علوم ومعارف کی روشنی میں تفقہ اور اجتہاد کا مزاج کام کرتا تھا۔

سیرت ائمہ اربعہ، ص: ۵۳

ابراہیم نخعی کی وفات کے بعد ان کے شاگرد حماد بن سلیمان تھے، جو فقہ وفتویٰ میں ہر عام وخاص میں مقبول تھے، جب ان کا انتقال ہوگیا تو اہل علم کو ان کے جانشین کی تلاش ہوئی، اور ان کے شاگردوں کی نگاہِ انتخاب ان کے صاحبزادے اسمعیل بن حماد پر پڑی، چنانچہ ابوبکر نہشلی، ابو بردہ عتبی، محمد بن جابر حنفی، ابو حصین حبیب بن ثابت اور ان کے تلامذہ کی ایک جماعت نے اسمعیل کو ان کی جگہ بٹھایا، مگر کچھ دنوں کے بعد اندازہ ہوا کہ اسمعیل نحو، عربیت، کلام عرب اور اشعار ایام عرب کے عالم ہیں، اور فقہ وفتویٰ میں ان کو وہ کمال نہیں ہے جس کی توقع تھی، اس لیے سب لوگوں نے ابوبکر نہشلی کو حماد بن ابی سلیمان کا جانشین بنانا چاہا مگر انہوں نے انکار کر دیا، اس کے بعد ابو بردہ عتبی سے کہا گیا مگر انہوں نے بھی انکار کر دیا، اس لیے سب حضرات نے متفقہ طور پر ابوحنیفہ کا انتخاب یہ کہہ کر کیا:

''یہ ریشم فروش اگرچہ نوعمر ہے لیکن فقہ کی اچھی معرفت رکھتا ہے''

امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے ساتھیوں کی بات رکھتے ہوئے استاد کے حلقہ میں بحیثیت معلم بیٹھنا منظور کرلیا، اور حماد بن ابی سلیمان کے اونچے تلامذہ ان کے حلقۂ درس میں شریک ہوگئے۔ جب اس کی خبر علمائے کوفہ میں عام ہوئی تو ابو یوسف، اسد بن عمرو، قاسم بن معن، زُفر بن ہذیل، ولید بن ابان، ابوبکر ہذلی اور دوسرے اہل علم آنے لگے۔ اور کوفہ کی جامع مسجد اتنی پرکشش ہوگئی کہ امراء وحکام اور اعیان واشراف تک جمع ہونے لگے۔

ابتداء میں امام صاحب رحمہ اللہ کو استاذ کی جانشینی اور اپنا حلقہ درس قائم کرنے میں بڑا تردد اور خلجان تھا، ان ہی دنوں انہوں نے ایک خواب دیکھا جو بظاہر بہت پریشان کن تھا، ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کھود رہا ہوں، جس کی وجہ سے بہت زیادہ گھبراہٹ پیدا ہوئی اور میں نے بصرہ جا کر ایک شخص کے ذریعہ ابن سیرین سے اس کی تعبیر دریافت کی اور انہوں نے فرمایا:

"یہ شخص رسول اللہ ﷺ کی احادیث ظاہر کرے گا"

اس کے بعد امام صاحب پورے انشراح وانبساط کے ساتھ فقہ وفتویٰ کا درس دینے لگے۔

امام صاحب تفقہ فی الدین کی تعلیم دیتے تھے، ان کے حلقۂ درس میں علماء وفضلاء کی بڑی جماعت شریک ہوتی تھی، ان میں ہر علم وفن کے مشاہیر ہوتے تھے، ایک مرتبہ وکیع بن جراح نے کہا کہ ابوحنیفہ کسی دینی معاملہ میں غلطی کیسے کر سکتے ہیں، جبکہ ان کی مجلس درس میں ہر علم وفن کے اہل کمال موجود ہوتے ہیں۔ ابو یوسف، زفر بن ہذیل اور محمد بن حسن جیسے قیاس واجتہاد میں یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، حفص بن غیاث، حبان بن علی اور معدل بن علی جیسے حدیث کی معرفت وحفظ میں، قاسم بن معن بن عبدالرحمٰن جیسے لغت وعربیت میں، داؤد بن نصیر طائی اور فضیل بن عیاض جیسے زہد وتقویٰ میں اپنا جواب نہیں رکھتے ہیں، جس شخص کے حلقہ درس میں ایسے اہل علم شریک رہتے ہوں وہ غلطی کیسے کر سکتا ہے؟ اگر کوئی ایسی بات ہوگی تو یہ لوگ رہنمائی کریں گے۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۶۰۔۶۲

اسلام میں فقہی ترتیب پر تصنیف وتالیف کا باقاعدہ رواج دوسری صدی کے وسط میں ہوا، اور عالم اسلام کے خال خال علماء ومحدثین نے کتابیں لکھیں، ربیع بن صبیح نے بصرہ میں، معمر بن راشد نے کوفہ میں، عبداللہ بن مبارک نے خراسان میں، ولید بن مسلم نے شام میں ہشیم بن بشیر نے واسط میں اور اسی زمانہ میں امام ابوحنیفہ نے بھی کوفہ میں فقہ کی تدوین کی، اپنے تلامذہ کی ایک جماعت کو لے کر "المجمع الفقھی" قائم کیا اور احادیث وفقہ کا املاء کرایا، بعد میں تلامذہ نے ان کتابوں کو اپنے حلقۂ درس میں روایت کیا جس کی وجہ سے وہ کتابیں ان کی طرف منسوب ہوئیں، پھر بھی کچھ کتابیں امام صاحب کے نام سے باقی رہ گئیں، ابن ندیم نے ان کتابوں کے نام دیئے ہیں:

(۱) کتاب الفقہ الاکبر

(۲) كتاب رسالة الى البستي

(۳) كتابُ العالم والمتعلم

(۴) كتاب الرد على القدريه

الفهرست: ص ۲۸۵

امام صاحب کی وفات کے بہت بعد تک ان کی کتابوں سے استفادہ ہوتا رہا اور ان کا ذکر اس زمانہ کے اہل علم کے یہاں ملتا ہے۔

عبداللہ بن داؤد واسطی کا قول ہے "جو شخص چاہتا ہے کہ کور چشمی اور جہالت کی ذلت سے نکل کر فقہ کی لذت پائے وہ ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھے"

أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۷۸

زائدہ بن قدامہ کا بیان ہے کہ میں نے سفیان ثوری کے سرہانے ایک کتاب پائی جس کو وہ دیکھا کرتے تھے، میں نے اس کو دیکھنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے دے دی، وہ ابوحنیفہ کی کتاب الرہن تھی، میں نے کہا کہ آپ ان کی کتابیں دیکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا میری خواہش ہے کہ ان کی تمام کتابیں میرے پاس جمع ہوتیں اور میں ان کو دیکھتا رہتا، ان کے علم کی تفصیلات کی کوئی انتہاء نہیں ہے، ہم نے ابوحنیفہ کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

سجادہ کا بیان ہے کہ میں اور ابو مسلم مستملی دونوں یزید بن ہارون کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت وہ بغداد میں خلیفہ منصور کے یہاں مقیم تھے، ابو مسلم نے ان سے سوال کیا "ابو خالد! آپ ابوحنیفہ اور ان کی کتابیں دیکھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟"

انہوں نے کہا کہ تم لوگ ان کی کتابیں دیکھا کرو، اگر تم لوگ فقیہ بننا چاہتے ہو، میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو امام ابوحنیفہ ؒ کے اقوال کو ناپسند کرے۔

تاريخ بغداد (۱۳/۳۴۲)

عبداللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ میں ملک شام میں امام اوزاعی کے پاس گیا

اور بیروت میں ان سے ملاقات کی، انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے خراسانی! یہ کون بدعتی ہے جو کوفہ میں نکلا ہے اور ابوحنیفہ کی کنیت رکھتا ہے؟ میں نے اس وقت کوئی جواب نہیں دیا۔ اور اپنی قیام گاہ پر واپس آ کر ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھنے لگا۔ اور تین دن تک ان کو پڑھ کر ان سے اچھے اچھے مسائل نکالے۔

تیسرے دن ان کے پاس گیا اور مسائل کی کتاب میرے ہاتھ میں تھی، امام اوزاعی نے پوچھا یہ کون سی کتاب ہے؟ میں نے ان کو کتاب دے دی، انہوں نے اس کو دیکھنا شروع کیا اور ایک مسئلہ پر ان کی نظر پڑی جس میں میں نے قال النعمان لکھا تھا، اذان ہوگئی تھی، اقامت کا وقت قریب ہوگیا، اور ان کو امامت کرنی تھی، اس کے باوجود کھڑے کھڑے کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھا، پھر کتاب اپنے پاس رکھ کر نماز پڑھائی فراغت کے بعد پھر اس کو پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی اور کہا کہ خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون ہے؟ میں نے کہا کہ یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں نے عراق میں ملاقات کی ہے۔ اوزاعی نے کہا ''یہ بہت اونچے مشائخ میں سے ہیں، تم جا کر ان سے زیادہ علم حاصل کرو''

اس کے بعد میں نے ان کو بتایا کہ یہی ابوحنیفہ ہیں جن کے پاس جانے سے آپ نے مجھ کو منع کیا تھا۔ خطیب بغدادی کی روایت یہیں تک ہے، عقود الجمان میں ہے کہ اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام اوزاعی دونوں مکہ میں ملے، میں نے امام اوزاعی کو دیکھا کہ فقہی مسائل میں امام ابوحنیفہ سے بحث کررہے ہیں، اور ابوحنیفہ ؒ اس سے زیادہ وضاحت اور دلائل کے ساتھ ان مسائل کو بیان کررہے ہیں جن کو میں نے لکھا تھا اس کے بعد میں اوزاعی سے ملا تو انہوں نے اعتراف کیا کہ ابوحنیفہ کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک ہورہا ہے، میں بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھا، تم ان سے مل کر علم حاصل کرو۔

امام شافعی ؒ کہتے ہیں ''جو شخص ابوحنیفہ کی کتابوں کو نہیں دیکھے گا فقہ میں تبحر نہیں ہوسکتا ہے''

امام شافعی ؒ کا یہ قول دوسری روایت میں یوں ہے ''جو شخص ابوحنیفہ کی کتابوں کو نہیں دیکھے گا وہ علم اور فقہ میں تبحر نہیں ہوگا''

امام مالک نے خالد بن مخلد قطوانی کو خط لکھ کر ابوحنیفہ کی کتابیں طلب کیں اور انہوں نے بھیجا۔

عبداللہ بن داود کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام اعمش نے حج کا ارادہ کیا، اور کہا ''کوئی یہاں ہے جو ابوحنیفہ ؒ کے پاس جا کر ہمارے لیے کتاب المناسک لکھ دے''

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۸۹

امام صاحب نہایت وجیہ وشکیل اور خوبصورت آدمی تھے، قد درمیانہ اور رنگ گندمی تھا، بہترین کپڑے اور عطریات استعمال کرتے تھے، خوشبو کی وجہ سے ان کی آمد سے پہلے ہی ان کا پتہ چل جاتا تھا، گفتگو نہایت شیریں، آواز نہایت سریلی تھی، ان کے دیکھنے والوں نے ان کو حسن الوجہ، حسن الثیاب، (عمدہ کپڑوں والے) طیب الریح، (بہترین خوشبو والے) حسن المجلس، (بہترین ہم نشین) شدید الکرم، (انتہائی سخی) حسن المواساۃ لاخوانہ، (ہمدردی کرنے والے) بتایا ہے۔

جوتے نہایت نفیس پہنتے تھے، گھر سے نکلتے تو تسمہ وغیرہ درست کرلیتے تھے، موزہ بھی استعمال کرتے تھے، کئی ٹوپیاں تھیں، جامع مسجد کے حلقہ درس میں لمبی سیاہ ٹوپی لگاتے تھے جو کوفہ کے تاجروں میں رائج تھی، بوقت ضرورت اونی کپڑے اور سنجاف وسمور بھی استعمال کرتے تھے، جمعہ کے دن ردا اور قمیص (تہبند اور کرتا) پہنتے تھے، ایک شاگرد ابومطیع کے اندازہ کے مطابق ان دونوں کی قیمت چار درہم تھی، گھر میں عام طور سے چٹائی بچھی رہتی تھی۔

نضر بن محمد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے فجر کی نماز امام صاحب کے ساتھ پڑھی اس وقت میرے بدن پر ایک قیمتی چادر تھی، امام صاحب کہیں جانے کی تیاری کر

رہے تھے، مجھ سے چادر مانگی، واپسی پر کہا کہ تمہاری چادر کی وجہ سے مجھے شرمندگی ہوئی، میں نے وجہ دریافت کی تو بتایا کہ وہ موٹی ہے، حالانکہ وہ چادر مجھے بہت پسند تھی میں نے پانچ دینار میں خریدی تھی، اس کے بعد امام صاحب کے بدن پر میں نے ایک انتہائی خوبصورت اور قیمتی چادر دیکھی جس کی قیمت میرے اندازہ کے مطابق تیس دینار تھی۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص۹۲

مال کی اس فراوانی کے باوجود آپ خرچ میں بہت احتیاط سے کام لیتے تھے اور آپ کا ماہانہ خرچ دو درہم سے زائد نہ تھا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنی عمر کے آخری عرصے میں تجارت کا سلسلہ منقطع ہوگیا تھا اور آپ کی کفالت آپ کے بیٹے حضرت حمادؒ کے سپرد تھی۔ فیض بن محمد رقی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے بغداد میں ابوحنیفہؒ سے ملاقات کی اور کہا کہ میں کوفہ جانے کا ارادہ کر رہا ہوں، کوئی ضرورت ہو تو فرمائیے، امام صاحبؒ نے کہا کہ تم میرے بیٹے حماد کے پاس جا کر میری طرف سے کہہ دینا کہ میرا ماہانہ خرچ دو درہم ہے، کبھی ستو، کبھی روٹی پر گزر اوقات کرتا ہوں اور تم نے اس کو بھی نہیں بھیجا جلدی سے بھیج دو۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص۷۶

امام ابوحنیفہؒ کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے، لیکن تشبیب غزل کی حیثیت سے نہیں، بلکہ وعظ و پند کے طور پر، چنانچہ فرماتے ہیں:

ومن المروة للفتیٰ — ما عاش دارا فاخرہ
فاشکر إذا أوتیتها — واعمل لدار الآخرة

"انسان جب تک زندہ ہے، عزت و آبرو کے لئے اس کو اچھا مکان چاہئے، ایسا مکان نصیب ہوجائے تو شکر کرنا چاہئے اور عاقبت کے لئے کوشش کرنی چاہئے"

سیرۃ النعمان، ص:۸۱

ایک مرتبہ معافی موصلی اپنے حلقۂ درس میں بیٹھے تعلیم و تعلم کی باتیں ارشاد فرما رہے تھے، اس دوران آپ نے فرمایا "امام ابوحنیفہؒ میں دس باتیں ایسی تھیں کہ ایک بھی کسی شخص میں ہو تو وہ اپنے وقت کا رئیس اور اپنے قبیلہ کا سردار ہو، وہ دس باتیں یہ ہیں:

(۱) پرہیزگاری
(۲) سچ بولنا
(۳) عفت
(۴) لوگوں کی خاطر و مدارت کرنا
(۵) سچی محبت رکھنا
(۶) اپنے نفع کی باتوں پر متوجہ نہ ہونا
(۷) زیادہ تر خاموش رہنا
(۸) ٹھیک بات کہنا
(۹) عاجزوں کی مدد کرنا
(۱۰) اگر چہ وہ عاجز دشمن ہو

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:۱۴۲

امام صاحبؒ انتہائی سخی اور فراخ دل تھے، آپ کے پاس جو مال آتا اللہ کی راہ میں خرچ فرما دیتے، اور بعض اوقات ایسا ہوتا کہ اپنی ضرورت کے لئے بھی باقی نہ رہتا۔ ایک مرتبہ حاجیوں نے امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں بہت سے جوتے ہدیہ میں پیش کیے، چند دنوں کے بعد امام ابوحنیفہؒ نے اپنے لئے جوتا خریدنا چاہا، لوگوں نے پوچھا کہ ہدیے کے جوتے کیا ہوئے، آپ نے بتایا کہ ان میں سے ایک جوڑی بھی میرے یہاں نہیں ہے۔ میں نے سب اپنے شاگردوں کو دے دیا۔

أخبار أبی حنیفة وصاحبیه: ص ۵۰

امام صاحب علم و حکمت میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام رکھتے تھے اور ان

کی عقل مندی، حاضر جوابی، معاملہ فہمی کے سب لوگ قائل تھے۔ان کے بہت سے حکیمانہ اقوال کتابوں میں مذکور ہیں، چند اقوال ملاحظہ ہوں:

- علماءِ دین کے واقعات بیان کرنا اور ان کی مجلسوں میں بیٹھنا میرے نزدیک بہت سے فقہی مباحث سے بہتر ہے کیونکہ ان کے اقوال ومجالس ان کے آداب واخلاق ہیں۔
- کوئی شدید ضرورت پیش آجائے تو پوری کیے بغیر کھانا نہ کھاؤ، کیونکہ کھانا عقل میں ثقل پیدا کردیتا ہے۔
- جو شخص وقت سے پہلے عزت وشرف اور سیادت طلب کرے گا، زندگی بھر ذلیل رہے گا۔
- جو شخص علم دین دنیا کے لیے حاصل کرے گا، اس کی برکت سے محروم رہے گا، اور علم اس کے دل میں راسخ نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سے کسی کو نفع پہنچے گا۔
- جو شخص بغیر تفقہ کے حدیث پڑھتا ہے وہ اس عطار کے مانند ہے جو دوا فروخت کرتا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ کس مرض کے لیے ہے یہ تو طبیب بتاتا ہے، اسی طرح محدث حدیث جانتا ہے مگر فقیہ کا محتاج ہوتا ہے۔
- جب کوئی عورت اپنی جگہ سے اٹھ جائے تو اس کی جگہ پر جب تک گرم رہے نہ بیٹھو، اگر علمائے دین اللہ کے ولی اور دوست نہیں ہے تو کون اس کا ولی ہوگا؟
- میں نے ابتداء میں گناہ کے کام ذلت ورسوائی کے ڈر سے چھوڑے اور آخر میں یہ عمل دین ودیانت بن گیا۔
- قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو حضرت علی، حضرت معاویہ اور ان کے معاملات کے بارے میں سوال نہیں کرے گا، بلکہ جن باتوں کا مجھ کو مکلف کیا ہے، ان ہی کے بارے میں سوال کرے گا۔ میرے لیے انہی میں مشغول رہنا بہتر ہے۔

سب سے بڑی عبادت اللہ پر ایمان ہے اور سب سے بڑا گناہ کفر ہے۔

امام صاحب اکثر یہ اشعار پڑھتے تھے:

عطاء ذی العرش خیرٌ من عطائکم
وسیبه واسعٌ یرجیٰ وینتظر
انتم یکدر ما تعطون منّکم
والله یعطی بلا منٍّ ولا کدر

”عرش والے کی عطا تمہاری عطا سے بہتر ہے اور اس کی دین وسیع ہے جس کی امید کی جاتی ہے، تم جو کچھ دیتے ہو اس کو تمہارا احسان جتانا خراب کردیتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ بلا احسان جتائے بلا کسی خرابی کے دیتا ہے“

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۹۵۔۹۷

امام صاحب کو اپنے زمانہ کے حکمرانوں کے ہاتھوں بڑی تکلیف اٹھانی پڑی تھی، اموی دور میں امیر عراق ابن ہبیرہ نے آپ کو عہدۂ قضا پیش کیا اور انکار پر ایک سو دس کوڑے اس طرح رسید کیے کہ روزانہ ایک گھوڑے پر لیجا کر دس کوڑے مارے جاتے تھے اور امام صاحب انکار کرتے تھے، اس کے بعد عباسی دور میں پھر ان کو عہدۂ قضاء پیش کیا گیا اور انکار پر زہر دے دیا گیا۔

عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے پر دُرّے مارنے یا زہر دے کر جان لینے کی اندرونی وجہ کچھ اور تھی، امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک اموی اور عباسی امراء اسلام کے جادۂ مستقیم سے دور تھے اور ظلم وزیادتی میں حد سے تجاوز کرتے تھے، اس لیے عہدۂ قضاء کا عہدہ قبول کرنا ظلم وجور میں تعاون کے مترادف تھا، اس دور کے محتاط اہل علم وفضل کا یہی رویہ تھا اور وہ ان حکومتوں میں کسی قسم کا عہدہ لینا معصیت سمجھتے تھے، امراء وخلفاء ان کے رویہ سے غیر مطمئن اور خائف رہا کرتے تھے، اور کسی بہانہ سے اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش

کرتے تھے، بڑے بڑے عہدے اور بھاری بھاری رقمیں پیش کر کے ان پر دباؤ ڈالتے تھے، یہی صورت حال امام صاحب کے ساتھ تھی، امام صاحب ان کے مقابلہ میں علوی دعاۃ کے حق میں تھے، اسی لیے ابو جعفر منصور نے عہدۂ قضاء قبول نہ کرنے کے بہانہ سے جیل خانہ میں زہر دلوا دیا۔

خطیب بغدادی نے زفر بن ہذیل کا بیان نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کی دعوت وخروج کے زمانہ میں امام صاحب نہایت زور وشور سے ان کے موافق بات کرتے تھے، میں نے ان سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہماری گردنوں میں رسی ڈلوا کر ہی خاموش ہوں گے، اسی حال میں ابو جعفر منصور کا پیغام امیر کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ کے پاس آیا کہ ابو حنیفہ کو ہمارے پاس بھیج دو، چنانچہ امام صاحب کو بغداد لے جایا گیا، جہاں پندرہ دن تک وہ زندہ رہے، پھر ان کو زہر دیا گیا اور انتقال کر گئے۔

ابراہیم بن عبداللہ نے اپنے بھائی محمد النفس الزکیہ کے قتل کے بعد بصرہ خروج کر کے اپنی دعوت دی، ابو جعفر منصور نے اپنے چچا زاد بھائی اور امیر کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ کو لکھا اور وہ پانچ ہزار فوجی لے کر آیا، کوفہ کے قریب مقام باخمریٰ میں مقابلہ ہوا، اور ابراہیم بن عبداللہ معرکہ میں کام آئے، یہ واقعہ ۱۴۵ھ کا ہے، امام صاحب ابراہیم بن عبداللہ کے ہمنواؤں اور طرفداروں میں تھے۔

علامہ ذہبی نے لکھا ہے ”بیان کیا گیا ہے کہ خلیفہ منصور نے ان کو زہر دیا تھا اور ابراہیم کا ساتھ دینے کی وجہ سے انہوں نے شہادت کی موت پائی“

جس وقت امام صاحب ابو جعفر منصور کے سامنے پیش کیے گئے اس نے آپ کو عہدۂ قضاء پیش کیا اور انکار پر جیل خانہ بھیج دیا، جہاں زہر سے رجب ۱۵۰ھ میں شہادت ہوئی، میت کو پانچ سرکاری ملازم باہر لائے اور غسل دیا گیا، جنازہ میں پچاس ہزار سے زائد کا مجمع تھا، چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی، اور مشرقی بغداد کے مقبرۂ خیزران میں دفن کیے

گئے قاضی بغداد حسن بن عمارہ نے غسل دینے کے بعد امام صاحب کی جناب میں یوں خراج تحسین پیش کیا:

”ابو حنیفہ! اللہ آپ پر رحم کرے، آپ رحمہ اللہ نے تیس سال تک روزے رکھے، چالیس سال تک رات میں نہیں سوئے، آپ ہم میں سب سے بڑے فقیہ، سب سے عابد، سب سے بڑے زاہد اور نیک خصلتوں کے سب سے بڑے جامع تھے، سنت اور نیکی پر موت پائی، اپنے بعد لوگوں کو رنج وغم میں مبتلا کر دیا، اور علماء کا بھرم جاتا رہا“

جنازہ میں ہجوم کی وجہ سے چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی، آخر میں آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے پڑھی۔

ایک مرتبہ قاضی حسین بن عمارہ نے امام صاحب کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ اہل اسلام اسلاف کے نائب تھے، اور آپ نے اپنے بعد ایسے شاگرد چھوڑے ہیں جو آپ کے علم کے نائب تو بن سکتے ہیں مگر ورع وتقویٰ میں اللہ کی توفیق ہی سے آپ کی نیابت حاصل کر سکتے ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ بغداد آئے تو امام صاحب کی قبر پر جا کر کہا:

”ابو حنیفہ آپ پر اللہ تعالیٰ رحم کرے، ابراہیم نخعی نے مرنے کے بعد اپنا جانشین چھوڑا، حماد بن ابی سلیمان نے مرنے کے بعد اپنا جانشین چھوڑا، مگر آپ نے مرنے کے بعد روئے زمین پر اپنا جانشین نہیں چھوڑا“

یہ کہا اور پھوٹ پھوٹ کر خوب روئے۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۹۳۔۹۵

باغ باقی ہے باغباں نہ رہا
اپنے پھولوں کا پاسباں نہ رہا
کارواں تو رواں رہے گا مگر
ہائے وہ میر کارواں نہ رہا

امام صاحب کی اولاد میں صرف حماد کا پتہ چلتا ہے، جن کا نام امام صاحب نے اپنے شیخ حماد بن ابی سلیمان کے نام پر رکھا تھا وہ باپ کے علوم کے وارث اور ورع و تقویٰ میں ان کے ثانی تھے، فقہ اور حدیث دونوں اصول کے حامل تھے، ان کے لڑکے اسمٰعیل خلیفہ مامون کے زمانہ میں بصرہ کے قاضی تھے۔ ان کے علاوہ حماد کے تین لڑکے ابوحبان، عثمان اور عمر تھے۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۹۵

☆☆☆☆

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سو قصے

(قصہ ۱) ﴿کسی کی بزم نے دنیائے دل بدل ڈالی﴾

اسلامی تعلیم کی ابتداء میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیادہ تر توجہ کا مرکز علم کلام کی مباحث ہوا کرتی تھیں۔ لیکن طبیعت کے علمی اور تحقیقی ذوق نے اس کی اجازت نہ دی اور آپ ان علوم سے بیزار ہونے لگے۔ پھر ایک واقعہ پیش آیا جس نے ان کی تمام تر توجہ دینی علوم کی طرف موڑ دی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ایک دن میں امام شعبی کی درس گاہ کی طرف سے گزر رہا تھا، انہوں نے مجھے آواز دی، میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے'' تم کس کے یہاں آتے جاتے ہو؟'' میں نے بتایا کہ فلاں شخص کے پاس جارہا ہوں، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''میرے سوال کا مطلب بازار آنے جانے کا نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ تم کن علماء کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے ہو؟''

میں نے کہا ''میں علماء کے پاس کم آتا جاتا ہوں''

اس پر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''تم ایسا نہ کرو، میں تمہارے اندر ذہنی وفکری بیداری اور حرکت دیکھ رہا ہوں، تم علم دین اور علماء دین کی مجلس اختیار کرو''

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بات میرے دل میں گھر کرگئی، اور اسی وقت سے بازار اور دکان آنا جانا بند کرکے علم دین کی تحصیل میں لگ گیا، اللہ تعالیٰ نے امام شعبی کی بات سے مجھے بہت نفع پہنچایا۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۴۳، بحوالہ عقود الجمان: ص ۱۶۰

(قصہ۲) ﴿اٹھارہ سال، ایک استاد کی خدمت میں﴾

امام ابو حنیفہؒ اپنے استاذ حضرت حمادؒ سے اپنے تعلق کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میں جس زمانہ میں حضرت حماد بن ابی سلیمان کے حلقہ درس سے علیحدگی کا خیال کر رہا تھا بصرہ جانے کا اتفاق ہوا، وہاں کے لوگوں نے مجھ سے مسائل دریافت کیے اور میں کئی مسائل کے جواب نہ دے سکا، اس لئے ارادہ کر لیا کہ حماد کی زندگی میں ان سے جدا نہیں ہوں گا، چنانچہ اٹھارہ سال تک ان کی خدمت میں رہا''

امام حماد بن ابی سلیمان کی وفات ۱۲۰ھ میں ہوئی، اور امام ابو حنیفہؒ اُن کے انتقال تک ان کے ساتھ رہے جس کی مدت اٹھارہ سال ہے، اس حساب سے امام ابو حنیفہؒ اپنے استاذ کے حلقۂ درس میں ۱۰۲ھ میں گئے جب کہ ان کی عمر بائیس سال کی تھی، اس سے پہلے علم کلام اور بحث ومباحثہ کے ذریعہ اسلام کی طرف سے دفاعی خدمت انجام دیتے تھے۔

امام ابو حنیفہؒ ابتداء میں حماد بن ابی سلیمانؒ کے پاس گئے تو انہوں نے پوچھا ''تم یہاں کیوں آئے ہو؟''

امام ابوحنیفہؒ نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں عرض کیا ''فقہ حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں''

حضرت حمادؒ نے کہا ''تم روزانہ تین مسائل سیکھا کرو، اس سے زیادہ نہ سیکھو''

امام صاحبؒ نے ان کا مشورہ قبول کر لیا اور فقہ میں ایسی مہارت وشہرت حاصل کی کہ چہار عالم میں آپ کے علم وفضل کا ڈنکا بجنے لگا اور آپ کا نام اسلامی فقہ میں ایک معتبر شخصیت کی حیثیت سے جانا پہچانا جانے لگا۔

أخبار أبي حنيفه و صاحبيه: ص ٦

(قصہ۳) ﴿مسئلہ کا فیصلہ﴾

ایک مرتبہ ابو یوسف اور امام زفرؒ امام ابو حنیفہؒ کے دائیں بائیں بیٹھ کر کسی مسئلہ پر بحث میں ایک دوسرے کی دلیل کا رد کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تو امام ابو حنیفہؒ نے امام زفر سے کہا:

''جس جگہ ابو یوسف ہوں تم اپنی برتری کا خیال چھوڑ دیا کرو''

یہ کہہ کر آپ نے امام ابو یوسفؒ کے حق میں فیصلہ صادر فرمادیا۔

تاریخ بغداد (٢٤٧/٤)

(قصہ۴) ﴿مکہ معظّمہ کے ایک سفر کا حال﴾

امام ابوحنیفہؒ ایک مرتبہ مکہ معظمہ گئے تو لوگوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ مجلس میں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ ارباب حدیث وفقہ دونوں فرقے کے لوگ تھے اور شوق کا یہ عالم تھا کہ ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ آخر امام صاحب نے تنگ آکر فرمایا ''کاش ہمارے میزبان سے کوئی جا کر کہتا کہ اس ہجوم کا انتظام کرلے''

ابو عاصم نبیلؒ حاضر تھے عرض کیا کہ میں جاتا ہوں، لیکن چند مسئلے دریافت کرنے رہ گئے ہیں، امام صاحب نے پاس بلا لیا اور زیادہ توجہ کے ساتھ ان کی باتیں سنیں، اس میں میزبان کا خیال جاتا رہا۔ ابوعاصم سے فارغ ہو کر ایک اور طالب علم کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر وہی سلسلہ قائم ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد خیال آیا تو فرمایا کسی شخص نے میزبان کے پاس جانے کا اقرار کیا تھا وہ کہاں گیا؟ ابو عاصم بولے میں نے عرض کیا تھا۔ فرمایا ''پھر تم گئے نہیں؟''

ابو عاصم نے مناظرانہ شوخی سے کہا ''میں نے یہ تو نہیں کیا تھا کہ ابھی جاتا ہوں، جب فرصت ہوگی جاؤں گا''

امام صاحب نے فرمایا ''عام بول چال میں ان احتمالات کا موقع نہیں، ان لفظوں

کے معنی ہمیشہ وہی لئے جائیں گے جو عوام کی غرض ہوتی ہے"

ایک اعتبار سے یہ بھی ایک فقہی مسئلہ تھا جس کو امام صاحب نے باتوں باتوں میں حل کر دیا۔

سیرۃ النعمان، ص:۳۸

(قصہ ۵) ﴿امام ابوحنیفہ ؒ کا عشق رسول ﷺ﴾

ایک مرتبہ ایک شخص امام صاحب کی دکان پر آیا اور اس نے کپڑا خریدنا چاہا۔ امام ابوحنیفہ ؒ نے ملازم سے کہا کہ کپڑا نکال کر دکھاؤ، اس نے تھان نکالا اور اس پر ہاتھ رکھ کر "صلی اللہ علی محمد" کہا۔

یہ سن کر امام ابوحنیفہ ؒ سخت برہم ہو گئے اور ملازم سے کہا کہ تم میرے کپڑے کی تعریف درود سے کرتے ہو؟ اس جرم کی پاداش میں آج خرید و فروخت بند رہے گی، چنانچہ ایسا ہی کیا۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۴۷، بحوالہ عقود الجمان: ص ۳۰۹

(قصہ ۶) ﴿"یہی وہ ابوحنیفہ ہیں"﴾

امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں امام ابوحنیفہ ؒ کے ساتھ جا رہا تھا، راستہ میں بچوں نے دیکھ کر شور مچانا شروع کیا کہ یہی وہ ابوحنیفہ ہیں جو رات کو نہیں سوتے، امام صاحب ؒ نے کہا کہ ابو یوسف! دیکھ رہے ہو یہ بچے کیا کہتے ہیں؟ میں اللہ کے لئے اپنے اوپر واجب کرتا ہوں کہ رات کو نہیں سوؤں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنی اس نذر کو پورا کیا اور اپنے اوقات کا ایک بہت بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے وقف فرما لیا۔

عبدالمجید بن ابورواد کہتے ہیں کہ میں نے ایام حج میں ابوحنیفہ ؒ سے زیادہ طواف، نماز اور فتویٰ میں مشغول کسی کو نہیں دیکھا، وہ تمام رات، تمام دن عبادت میں رہ کر تعلیم بھی دیا کرتے تھے، میں مسلسل دس دن تک دیکھتا رہا کہ وہ طواف، نماز اور تعلیم

میں مصروف رہ کر نہ رات کو سوئے، اور نہ دن میں ایک گھنٹہ آرام کیا۔

عبداللہ بن لبید الخلنسی بیان کرتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ آتا تو ابوحنیفہ ؒ قرآن کی تاویلات میں خود کو مصروف کر لیتے اور آخری عشرہ میں تو ان سے بات کرنا مشکل ہو جاتا تھا۔

أخبار أبي حنيفه وأصحابه: ص ٤١

(قصہ ۷) ﴿امام ابوحنیفہ ؒ کی والدہ سے محبت﴾

امیر کوفہ یزید بن عمر بن ہبیرہ فزاری نے امام ابوحنیفہ ؒ کے لئے عہدۂ قضا تجویز کیا مگر آپ نے انکار کر دیا، اس پر ابن ہبیرہ نے امام ابوحنیفہ ؒ کو ایک سو دس کوڑوں کی سزا دی، آپ کہتے ہیں کہ مجھے اس سزا سے اتنی تکلیف نہیں ہوئی جتنی کہ اس حادثہ پر والدہ کے رنج و غم سے ہوئی۔ کیونکہ اس واقعہ کے بعد دلبرداشتہ ہو کر میری والدہ نے کہا تھا "نعمان! جس علم کی وجہ سے تم کو یہ دن دیکھنا پڑا، اس سے ترک تعلق کر لو"

میں نے کہا "اگر میں اس علم سے دنیا حاصل کرنا چاہتا تو بہت زیادہ حاصل کر لیتا میں نے یہ علم صرف اللہ کی رضا جوئی اور اپنی نجات کے لئے حاصل کیا ہے، اب اس کے نتیجے میں دنیا میرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہے اس کی مجھے پرواہ نہیں"

أخبار أبي حنيفه وأصحابه: ص ٥٣

(قصہ ۸) ﴿امام مالک ؒ کی نظر میں﴾

امام مالک ؒ امام ابوحنیفہ ؒ کا بے حد احترام فرماتے تھے، حضرت عبداللہ بن مبارک ؒ فرماتے ہیں کہ میں امام مالک ؒ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک بزرگ آئے جن کی انہوں نے نہایت تعظیم کی اور اپنے برابر بٹھایا۔ ان کے جانے کے بعد فرمایا:

"جانتے ہو یہ کون شخص تھا؟ یہ ابوحنیفہ عراقی تھے، جو اس ستون کو
سونے کا ثابت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں"

ذرا دیر کے بعد ایک اور بزرگ آئے۔ امام مالک ؒ نے ان کی بھی تعظیم کی، لیکن

نہ اس قدر جتنی امام ابوحنیفہؒ کی کی تھی۔ وہ اٹھ گئے تو لوگوں سے کہا "یہ سفیان ثوری تھے"

سیرۃ النعمان، ص:۳۹

(قصہ۹) ﴿درد والم سے بے نیاز محو جمال یار ہوں﴾

عبدالرزاق صنعانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحنیفہ سے زیادہ بُردبار شخص نہیں دیکھا، ہم لوگ ان کے ساتھ مسجد خیف میں تھے، بصرہ کے ایک حاجی نے امام ابوحنیفہؒ سے مسئلہ دریافت کیا، آپ نے اس مسئلہ کا جواب دیا تو اس نے کہا کہ حسن بصریؒ اس مسئلہ میں یوں کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ حسن بصریؒ سے اس مسئلہ میں غلطی ہوگئی ہوگی۔

یہ سن کر ایک دوسرا شخص جو وہاں موجود تھا امام ابوحنیفہؒ کو بدترین گالیاں دینے لگا اور کہا کہ تم کہتے ہو کہ حسن بصری نے غلطی کی ہے۔ یہ دیکھ کر لوگ اس شخص کو مارنے کے لئے دوڑے، مگر امام ابوحنیفہؒ نے سب کو خاموش کروایا، پھر کہا کہ ہاں اس مسئلہ میں حضرت حسن بصریؒ نے غلطی کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک صحیح روایت کی ہے جو میرے قول کے مطابق ہے۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۸۱، بحوالہ عقود الجمان: ص ۲۸۷

(قصہ۱۰) ﴿تحمل وبردباری کا پیکر﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ کوفہ کی جامع مسجد میں درس دے رہے تھے، ایک شخص مسجد کے گوشہ میں کھڑا ہوا امام صاحبؒ کو برا بھلا کہہ رہا تھا، آپ سب کچھ سنتے رہے اور پڑھاتے رہے، شاگردوں کو بھی بات کرنے سے منع کردیا، فارغ ہوکر باہر نکلے تو وہ شخص بھی پیچھے پیچھے چلا، جب امام ابوحنیفہؒ اپنے دروازہ پر پہنچے تو اس سے کہا کہ یہ میرا مکان ہے، اگر تمہاری بات پوری نہ ہوئی ہو تو آکر پوری کرلو، ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے، یہ سن کر وہ شخص شرمندہ ہوکر واپس چلا گیا۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۸۱، بحوالہ عقود الجمان: ص ۲۸۷

(قصہ۱۱) ﴿فقہاء کی علمی شان﴾

امام اعمشؒ امام ابوحنیفہؒ کے استاذ حدیث ہیں، ایک مرتبہ امام صاحبؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے کئی علمی سوالات کیے اور امام ابوحنیفہؒ نے ان کے جوابات دیئے، ہر سوال کے جواب پر امام اعمشؒ کہتے تھے کہ تم یہ جواب کس دلیل سے دے رہے ہو؟ اور امام ابوحنیفہؒ کہتے تھے کہ آپ ہی سے روایت کردہ احادیث سے جواب دے رہا ہوں، آخر میں امام اعمشؒ نے کہا:

"یامعشر الفقهاء انتم الاطباء ونحن الصيادلة"

"اے فقہاء! آپ لوگ طبیب ہیں اور ہم دوافروش ہیں"

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۴۵، بحوالہ اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ: ص ۳

(قصہ۱۲) ﴿مسجد حرام کی توسیع کا ایک دلچسپ واقعہ﴾

خلیفہ ابوجعفر منصور نے ایک مرتبہ حج کے موقع پر مسجد حرام کی تنگی دیکھ کر اس کو وسیع کرنے کا ارادہ کیا، اور آس پاس کے مکانوں کو حرم میں ملانے کے لئے ان کے مالکوں کو خطیر رقم پیش کی، مگر وہ لوگ حرم کا قرب چھوڑنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوئے، ابوجعفر منصور بہت پریشان ہوا۔ زبردستی کرکے مکانات غصب بھی نہیں کرسکتا تھا۔

اس سال امام ابوحنیفہ بھی حج کو گئے، مگر لوگوں کو ان کی آمد کی خبر نہیں تھی اور نہ ہی ابھی تک وہ فقیہ ومفتی کی حیثیت سے مشہور ومتعارف ہوئے تھے، جب امام ابوحنیفہؒ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو خود ابوجعفر کے پاس گئے، اور کہا کہ یہ معاملہ بہت آسان ہے، امیر المومنین مکان کے مالکوں کو بلاکر اُن سے دریافت کریں کہ کعبہ تمہارے جوار اور پڑوس میں اُترا ہے، یا تم اس کے جوار میں آکر آباد ہوئے ہو؟ اگر وہ جواب دیں کہ کعبہ ہمارے پاس اُترا ہے تو یہ جھوٹ ہے، اگر وہ جواب دیں کہ ہم کعبہ کے جوار میں اترے ہیں، تو ان سے کہا جائے گا کہ اب اس کے زائرین وحجاج زیادہ ہوگئے ہیں اور

مہمانوں کے لئے اس کا صحن تنگ ہو گیا ہے اور وہ اپنے سامنے کے میدان کا زیادہ حقدار ہے، اس لئے اس کی زمین خالی کرو۔

اس رائے کے مطابق ابو جعفر منصور نے مکان کے مالکوں کو طلب کر کے یہی بات کہی اور ان کے ہاشمی نمائندوں نے اقرار کیا کہ ہم لوگ کعبہ کے جوار میں قیام پذیر ہوئے ہیں، اس کے بعد سب لوگ اپنے مکانات فروخت کرنے پر راضی ہو گئے۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۸۴، بحوالہ احسن التقاسیر فی معرفۃ الاقالیم: ص ۷۵

(قصہ ۱۳) ﴿فقیہ، فقیر نہیں ہو سکتا!﴾

حضرت حسن بن زیاد رحمہ اللہ امام صاحب کے خاص شاگردوں میں سے ہیں، جب وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس میں شریک ہونے لگے تو ان کے والد نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کہا "میری کئی بیٹیاں ہیں اور حسن کے علاوہ میرا کوئی ہاتھ بٹانے والا نہیں ہے اس لئے میں بہت پریشان ہوں"

امام صاحب نے حسن بن زیاد کو بلا کر کہا "تمہارے والد ایسا ایسا کہہ رہے تھے، تم میرے پاس رہو، میں نے کسی فقیہ کو فقیر نہیں دیکھا ہے" اس کے ساتھ ہی امام صاحب نے ان کا وظیفہ جاری کر دیا جو ان کی فراغت تک برابر جاری رہا۔

سیرت ائمہ اربعہ، ص: ۶۴، بحوالہ اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ، ص: ۹۲

(قصہ ۱۴) ﴿آنکھوں کا نور﴾

امام ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن بارش ہو رہی تھی، ہم لوگ امام صاحب رحمہ اللہ کے حلقہ درس میں ان کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، حاضرین میں داؤد طائی، قاسم بن معن، عافیہ بن یزید، وکیع بن جراح، مالک بن مغول اور زفر بن ہذیل بھی شامل تھے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

"تم لوگ میرے دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہو، میں نے تم لوگوں کو دین کی فقہ میں اس قابل بنا دیا ہے کہ لوگ تمہاری اتباع

کریں، تم میں سے ہر ایک عہدہ قضاء کی صلاحیت رکھتا ہے، میں اللہ تعالیٰ اور تمہارے علم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ علم دین کو اجرت اور مزدوری کی ذلت سے محفوظ رکھنا اور اس کو ذریعہ معاش نہ بنانا۔ اگر تم لوگوں میں سے کوئی عہدہ قضاء میں مبتلا ہو جائے اور اس بارے میں اپنے اندر کوتاہی یا خرابی محسوس کرے جس سے عوام بے خبر ہوں تو اس کے لئے اس منصب میں رہنا جائز نہیں ہے اگر مجبوراً اس منصب پر جانا ہی پڑے تو عوام سے بے تعلق نہ ہو، پانچوں وقت محلہ کی مسجد میں عام مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھے اور ان کی دینی ضروریات معلوم کرے، اگر درمیان میں بیمار پڑ جائے اور مجلس قضاء میں حاضر نہ ہو تو وظیفہ سے غیر حاضری کے دن ساقط کر دے اور جو فیصلہ میں ناانصافی کرے گا، اس کا فیصلہ جائز اور قابل قبول نہیں ہوگا"

سیرت ائمہ اربعہ، ص: ۷۷، بحوالہ تاریخ بغداد، ۱۳/۳۶۱

(قصہ ۱۵) ﴿نعمت کا اثر﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب اپنے کسی شاگرد کو خستہ حال دیکھتے تو مجلس درس ختم ہونے کے بعد اس کو بیٹھنے کا حکم دیتے اور جب مجمع چلا جاتا تو اس کی مدد کرتے تھے۔ ایک دن ایک طالب علم کے جسم پر پھٹے پرانے کپڑے دیکھے تو حسب معمول اس کو بیٹھے رہنے کا حکم دیا اور جب سب لوگ چلے گئے تو کہا "مصلّٰی اٹھاؤ! اس کے نیچے رقم ہے، لے لو اور اپنی ہیئت بدل ڈالو"

اس طالب علم نے کہا "میں امیر آدمی ہوں، ناز و نعمت میں زندگی بسر کرتا ہوں، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے"

امام صاحب نے فرمایا "تم کو یہ حدیث معلوم نہیں:

((إنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُرىٰ اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلىٰ عَبْدِهٖ))

مستدرك الحاكم(٥/٤٠٦٣)

''اللہ اس کو پسند کرتا ہے کہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے''

جب تم مالدار آدمی ہو تو اپنی حالت درست کرلو تا کہ تمہارے احباب تمہاری خستہ حالی دیکھ کر غمگین نہ ہوں''

سیرت ائمہ اربعہ،ص:۸۷،بحوالہ مناقب ابی حنیفۃ وصاحبیہ،ص:۱۷

(قصہ ۱۶) ﴿واقف ہوا گر لذّتِ بیداری شب سے﴾

امام اعظم ابوحنیفہؒ جہاں فقہ کے امام تھے اسی طرح آپ کو تصوف میں بھی امامت کا درجہ حاصل تھا، آپ کے دن روزہ کی حالت میں اور راتیں اللہ کے ساتھ راز ونیاز میں گزرتی تھیں، ذیل میں اس کا کچھ حال پیش کیا جارہا ہے:

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں ''رات کو نمازِ تہجد کے لئے کھڑا ہونا اور عبادت کرنا امام ابوحنیفہؒ سے بتواتر ثابت ہے اسی وجہ سے لوگوں نے آپ کا نام ''وتد'' (کیل) رکھ دیا تھا۔ آپ تیس سال تک رات بھر عبادت کرتے رہے اور ایک ایک رکعت میں ایک ختم قرآن شریف کرتے تھے۔ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔ رات بھر قرآن شریف پڑھتے اور رات کو خوفِ الٰہی سے اس قدر روتے کہ آپ کے ہمسائے آپ پر رحم کرتے، گھر کے جس حصہ میں آپ کی وفات ہوئی وہاں سات ہزار مرتبہ قرآن شریف ختم فرمایا تھا''

عبداللہ بن مبارک کے سامنے کسی نے آپ کی غیبت کی تو فرمایا ''تجھ پر افسوس ہے تو ایسے شخص کی غیبت کرتا ہے جس نے پینتالیس سال تک ایک وضو سے پانچوں وقت کی نماز پڑھی اور ایک رکعت میں قرآن ختم فرماتے تھے اور جو کچھ مجھے فقہ کا علم ہے وہ سب میں نے اُن سے حاصل کیا''

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں ''امام ابوحنیفہؒ کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ ہر

رات دن میں ایک قرآن مجید ختم فرماتے اور رمضان شریف سے یوم عید تک باسٹھ قرآن ختم فرماتے، آپ بہت بڑے سخی اور علم سکھانے پر بڑے صابر تھے، جو کچھ آپ کو کہا جاتا اس پر آپ تحمل فرماتے اور غصے سے دور رہتے۔ میں نے ان کو دیکھا کہ بیس برس تک اول شب میں وضو کیا، اسی وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور جو شخص ہم سے قبل آپ کی خدمت میں رہا اس نے کہا کہ چالیس سال سے یہی حال ہے''

الخيرات الحسان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان،ص: ٨١-٨٤

یزید بن لیث فرماتے ہیں ''ایک مرتبہ امام مسجد نے عشاء کی نماز میں سورۃ اذا زلزلت الارض پڑھی، امام ابوحنیفہؒ مقتدی تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے دیکھا کہ امام ابوحنیفہؒ متفکر بیٹھ کر ٹھنڈی سانس لے رہے ہیں۔ میں وہاں سے اُٹھ گیا تا کہ آپ کا دل مشغول نہ ہو اور قندیل کو روشن ہی چھوڑ دیا اور اس میں تھوڑا سا تیل ابھی باقی تھا...... پھر طلوع فجر کے بعد میں نے دیکھا کہ قندیل روشن ہے اور امام ابو حنیفہؒ اپنی ریش مبارک پکڑے کھڑے ہوئے کہہ رہے ہیں:

''اے وہ ذات کہ بمقدار ذرہ خیر کے جزائے خیر دے گا اور بمقدار ذرہ شر کے جزائے شر دے گا۔ نعمان کو تو آگ سے بچا لے کہ آگ کے قریب بھی نہ جائے اور اس کو اپنی وسیع رحمت میں داخل کرلے''

جب میں اندر گیا تو امام ابوحنیفہؒ نے پوچھا ''کیا قندیل لینا چاہتے ہو؟'' میں نے کہا ''میں صبح کی اذان بھی دے چکا ہوں'' فرمایا ''جو کچھ تم نے دیکھا اس کو چھپانا کسی پر ظاہر نہ کرنا'' پھر دو رکعت سنت فجر پڑھ کر بیٹھے یہاں تک کہ نمازِ فجر کی تکبیر ہوئی اور آپ نے ہم لوگوں کے ساتھ فجر کی نماز اول شب کے وضو سے پڑھی۔

ابوالاحوص فرماتے ہیں ''امام ابوحنیفہؒ کی استقامت اور پابندی کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی آپ سے یہ کہہ دیتا کہ آپ تین دن میں انتقال فرمائیں گے تو جو کچھ آپ کا

معمول تھا اس میں کچھ زیادہ نہ فرماتے"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:۸۶-۹۰

(قصہ ۱۷) ﴿امام محمد رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں﴾

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں کوفہ علم حدیث، فقہ اور لغت کا گہوارہ بن چکا تھا، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہاں قیام اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کوفہ کو دار الخلافہ بنانا، مزید اس کی علمی چمک دمک میں اضافہ کر رہا تھا، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ قرآن سیکھنے اور کچھ حصے حفظ کرنے کے بعد وہاں کی ادبی مجلسوں اور حلقہ ہائے درس میں شامل ہونے لگے، جب ۱۴ سال کی عمر کو پہنچے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا "آپ ایسے نابالغ لڑکے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جسے عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد رات کو احتلام ہوجائے؟ کیا عشاء کی نماز لوٹائے گا؟" امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "جی ہاں!" امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے ایک کونے میں جاکر عشاء کی نماز لوٹا دی، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیکھ کر فرمایا "اگر اللہ نے چاہا تو یہ بچہ ضرور فلاح پائے گا"

اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے فقہ کی محبت آپ کے دل میں ڈال دی چنانچہ آپ حصول فقہ کے لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں پہنچ گئے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "پہلے قرآن کریم حفظ کرلو، پھر سبق میں آجانا"

سات دن بعد امام محمد نے واپس آکر عرض کیا "میں نے حفظ قرآن مکمل کرلیا ہے" پھر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا "یہ سوال کسی سے سنا ہے یا خود تمہارے ذہن میں پیدا ہوا؟" عرض کیا "کسی سے نہیں سنا، بلکہ میرے ذہن میں پیدا ہوا ہے" امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "یہ تو بڑے لوگوں کا سوال ہے، آپ پابندی کے ساتھ درس فقہ میں شریک ہوا کریں" اسکے بعد امام محمد چار سال متواتر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شریک ہوتے رہے اور مجلس فقہ کے تمام مسائل کے جوابات لکھ کر اسے مرتب کرتے رہے۔ بلوغ الامانی، ص:۵-۶

(قصہ ۱۸) ﴿دشمنِ عثمان رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ﴾

کوفہ میں ایک شخص نعوذ باللہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو یہودی کہا کرتا تھا، امام صاحب نے اس کے پاس جاکر ایک مرتبہ اس سے کہا "میں تمہاری لڑکی کے لئے شادی کا پیغام لے کر آیا ہوں، لڑکا نہایت شریف، مالدار، حافظ قرآن، سخی اور عبادت گزار ہے، خدا کا خوف رکھتا ہے، نماز، روزہ کا سخت پابند ہے"

یہ سن کر اس نے کہا "میں تو اس سے کم حیثیت والے شوہر پر راضی تھا، یہ رشتہ بہت خوب ہے"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "مگر ایک بات ہے...... وہ یہ کہ لڑکا یہودی ہے"

یہ سنتے ہی اس نے شدت سے انکار کرتے ہوئے کہا "آپ یہودی سے میری لڑکی کی شادی کرنا چاہتے ہیں؟"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا "تمہارے خیال کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں کی شادی یہودی سے کی تھی"

یہ سنتے ہی اللہ تعالیٰ نے حق کے لئے اس کا دل کھول دیا اس نے فوراً استغفار کی اللہ سے معافی مانگی اور آئندہ ایسی بات نہ کرنے کا عزم کرلیا۔

سیرت ائمہ اربعہ، ص:۸۳، بحوالہ تاریخ بغداد ۱۳/۳۶۴

(قصہ ۱۹) ﴿گناہ کی نحوست، علم سے محرومی﴾

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اگر کسی مسئلہ میں کوئی اشکال ہوجاتا اور وہ حل نہ ہوتا تو اپنے اصحاب سے فرماتے "یہ کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو مجھ سے سرزد ہوا" پھر استغفار شروع کردیتے اور اکثر وضو کرکے کھڑے ہوکر دو رکعت نماز توبہ پڑھتے تو مسئلہ حل ہوجاتا۔ تو فرماتے یہ ایک درجہ کی بشارت ہے، مجھے امید ہوتی ہے کہ توبہ قبول ہوگئی اور مسئلہ سمجھ میں آگیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کی اطلاع مشہور بزرگ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی تو وہ رونے لگے اور فرمایا "اللہ تعالیٰ ابوحنیفہ پر رحم کرے، ان کے گناہ تو کم ہیں اس لئے انہیں اپنی کوتاہی کا احساس ہوگیا لیکن کسی دوسرے کو یہ خیال ۔

ہوگا کیونکہ اس کے گناہوں نے تو اسے غرق کر رکھا ہے۔

ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۳۔۴

(قصہ ۲۰) ﴿مسجد میں علومِ فقہ کے مذاکرے﴾

حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس درس سے گزرا، میں نے دیکھا کہ ان کے اردگرد شاگردوں کی جماعت بلند آواز سے بحث و مباحثہ کر رہی ہے، میں نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو مسجد میں شور کرنے سے کیوں نہیں روکتے ہیں؟ انہوں نے کہا:

"ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو، وہ اسی طرح سے دین کی سمجھ اور علوم فقہ کو حاصل کریں گے"

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا معمول تھا کہ اہم مسائل پر سالوں غور و فکر کرتے تھے اور جب تک پورے طور سے تحقیق و تنقیح نہیں ہو جاتی تھی شاگردوں کے سامنے پیش نہیں فرماتے تھے۔

سیرت ائمہ اربعہ: ص ۴۶، بحوالہ الفقیہ والمتفقہ (۱۴/۲)

(قصہ ۲۱) ﴿ایک بچے کا الہامی جملہ﴾

ایک مرتبہ امام صاحب رحمہ اللہ جا رہے تھے تو غلطی سے ایک بچے کے پاؤں پر پاؤں آگیا اور وہ نظر نہ آیا۔ بچہ نے کہا "اے شیخ! کیا تو روز قیامت کے بدلہ سے نہیں ڈرتا؟" تو امام صاحب رحمہ اللہ پر غشی طاری ہوگئی جب افاقہ ہوا تو آپ سے کہا گیا کہ اس جملہ کا اتنا اثر؟ فرمایا "مجھے ڈر ہے کہ من جانب اللہ اس بچہ کے دل میں یہ جملہ ڈالا گیا ہے"

ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۴

(قصہ ۲۲) ﴿علماء کی غیبت کے اثرات باقی رہتے ہیں﴾

ایک مرتبہ امام صاحب رحمہ اللہ کے ایک مخالف نے بحث کرتے ہوئے امام صاحب کو کہا "اے بدعتی! اے زندیق!"

امام صاحب نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے، اللہ جانتا ہے کہ تم نے غلط

کہا، اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے بعد اب مجھے کسی کی پرواہ نہیں، ہاں اس سے معافی کا خواستگار ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں"

اس شخص نے کہا "آپ مجھے معاف کر دیجئے"

آپ نے فرمایا "جس جاہل نے مجھے جو کچھ کہا میں نے اسے معاف کیا لیکن جو عالم میرے بارے میں ایسی بات کہے جو مجھ میں نہیں تو اس کا معاملہ تنگ ہے کیونکہ علماء کی غیبت کے اثرات بعد میں بھی باقی رہتے ہیں"

ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۴

(قصہ ۲۳) ﴿افضل کون؟﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا "علقمہ رحمہ اللہ افضل تھے یا اسود رحمہ اللہ؟"

آپ نے فرمایا "اللہ کی قسم! میں تو اپنے کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ ان کے لئے دعا اور استغفار کے علاوہ ان کا نام اپنی زبان پر لاؤں میں ان کے درمیان کیا ترجیح دے سکتا ہوں؟"

ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۵

(قصہ ۲۴) ﴿تفقہ حاصل کرنے کے لئے سب سے مددگار چیز﴾

ایک شخص نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ تفقہ حاصل کرنے کے لئے کون سی چیز مددگار ہے؟

آپ نے فرمایا "یکسوئی اختیار کرنا"

اس نے پوچھا "یکسوئی کیسے حاصل ہوگی؟"

آپ نے فرمایا "تعلق اور غیر متعلق چیزوں کو کم کرنے سے"

اس نے پوچھا "وہ کیسے کم ہوں گے؟"

آپ نے فرمایا "جس چیز کی جتنی ضرورت ہو اس سے زیادہ نہ لو"

ملفوظات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۶

(قصہ ۲۵) ﴿خیر کی باتیں﴾

ایک مرتبہ فجر کی نماز کے بعد کچھ لوگوں نے امام صاحبؒ سے دینی مسائل دریافت کئے، آپ نے ان کا جواب دیا۔ کسی نے پوچھا ''کیا بزرگ اس وقت میں خیر کی بات کے سوا فضول باتیں کرنے سے منع نہیں کرتے تھے؟''

امام صاحبؒ نے فرمایا ''اس سے بڑھ کر خیر کی بات کیا ہوگی کہ حلال وحرام بتادیا جائے ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور لوگوں کو اس سے بچاتے ہیں''

ملفوظات امام ابوحنیفہؒ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۶

(قصہ ۲۶) ﴿اکابر کا اختلاف اور مسلکِ اعتدال﴾

ایک شخص نے حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے اختلافات اور جنگ صفین کے مقتولین کے بارے میں پوچھا تو فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ مجھے اپنے سامنے کھڑا کرے گا تو ان کے بارے میں مجھ سے کوئی سوال نہ فرمائے گا، ہاں جن چیزوں کا مجھے مکلف کیا گیا ہے مجھ سے ان کے بارے میں سوال ہوگا، لہٰذا میں انہی چیزوں میں مشغول رہنا پسند کرتا ہوں'' (جن کے بارے میں قیامت کے دن مجھ سے سوال ہوگا)

ملفوظات امام ابوحنیفہؒ از مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب، ص:۷

(قصہ ۲۷) ﴿لایعنی سے احتراز اور مفید کاموں کا اہتمام﴾

فضیل بن وکین فرماتے ہیں ''امام ابوحنیفہؒ باہیبت آدمی تھے، جواب دینے کے لئے کلام فرماتے، لایعنی باتوں کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور نہ ان کو سنتے۔ ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو!'' یہ سن کر آپ کانپ اٹھے اور اپنے سر کو جھکا لیا پھر فرمایا:

''اے میرے بھائی! اللہ تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اس وقت کسی نصیحت کرنے والے کے محتاج ہوتے جب ان کے سینوں سے علم کا فیضان برس رہا ہو اور وہ اس بارے میں خوش فہمی میں مبتلا ہو رہے ہو، یہاں تک کہ وہ اپنے اعمال میں صرف اللہ کو ہی راضی کرنے کا ارادہ کرلیں۔ میں جانتا ہوں کہ اللہ عزوجل یقیناً مجھ سے سوال کرے گا اور میں یقیناً سلامتی کے حصول کا متمنی اور حریص ہوں''

امام ابوحنیفہؒ کی عادت تھی کہ جب کوئی آنے والا آپ کے پاس آتا اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کرتا کہ ایسا ہوا اور ویسا ہوا اور اس کو زیادہ کرتا تو فرماتے:

لوگوں کی ایسی بات نقل کرنے سے بچو جس کو وہ پسند نہ کرتے ہوں جو شخص میرے بارے میں ناپسندیدہ بات کہے اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور جو اچھی بات کہے اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ دین میں سمجھ حاصل کرو۔ لوگوں کو ان کے کاموں میں لگا رہنے دو اس چیز کے بارے میں جو انہوں نے اپنے نفس کے بارے میں منتخب کرلی ہے، اگر تم لوگوں کی عزتیں اچھالنے کے پیچھے لگ گئے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کردے گا اور تمہیں لوگوں کا محتاج بنادے گا''

ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارکؒ نے سفیان ثوریؒ سے کہا ''امام ابوحنیفہ غیبت سے کس قدر دور رہتے ہیں میں نے انہیں کبھی دشمن کی غیبت کرتے ہوئے بھی نہیں سنا'' سفیان ثوریؒ فرمانے لگے ''وہ عقلمند ہیں، یہ نہیں چاہتے کہ اپنی نیکیوں پر ایسی چیز کو مسلط کریں جو انہیں ضائع کردے''

ضمیرؒ فرماتے ہیں ''اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ امام ابوحنیفہؒ مستقیم اللسان تھے، آپ نے کبھی کسی کو برائی کے ساتھ یاد نہ کیا، ایک مرتبہ ایک آدمی نے

آپ سے کہا کہ ''لوگ آپ کی برائی کرتے ہیں اور آپ کسی کی برائی نہیں کرتے''
فرمایا''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۹۱-۹۲

(قصہ ۲۸) ﴿کسی کی بزم نے دنیائے دل بدل ڈالی﴾

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنی زمانہ طالبعلمی کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں تنگی اور عسرت کے ساتھ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلیم حاصل کر رہا تھا، ایک دن میرے والد آئے اور مجھے درس سے اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے اور کہا کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خوشحال آدمی ہیں، تم تنگ دست ہو ان کی برابری نہ کرو، اس کے بعد میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں آمدورفت بند کردی۔

جب میری غیر حاضری کو کچھ دن گزر گئے تو آپ نے حلقہ نشینوں سے میرے متعلق دریافت فرمایا، چند دن کے بعد دوبارہ ان کے یہاں گیا تو غیر حاضری کی وجہ معلوم کی، میں نے معاشی الجھن بیان کی، مجلس کے ختم پر بیٹھ جانے کا حکم دیا۔ سب لوگ چلے گئے تو ایک تھیلی دی اور فرمایا''اس سے اپنا کام چلاؤ اور برابر آتے رہو یہ رقم ختم ہو جائے تو مجھے اطلاع دے دینا'' اس تھیلی میں سو درہم تھے، اس کے تھوڑے دن بعد بغیر کہے دوسری تھیلی دی، اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا اور میں نے بڑے اطمینان وسکون سے تعلیم حاصل کی، میں سترہ سال تک ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یوں رہا کہ عید کے دن کے علاوہ کسی دن غیر حاضر نہیں ہوا۔

سیرت ائمہ اربعہ،ص:۶۵ بحوالہ اخبار ابی حنیفة واصحابہ،ص:۹۲

کسی کی بزم نے دنیائے دل بدل ڈالی
خودی کے ساتھ گیا بے خودی کے ساتھ آیا

(قصہ ۲۹) ﴿امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت﴾

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح پر لکھی ہوئی اپنی شہرہ آفاق کتاب

''الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان'' (ص:۹۳) میں نقل کیا ہے:

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے، آپ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ انتہائی شفقت اور بھلائی کا معاملہ فرمایا کرتے تھے، لہٰذا آپ محتاجوں کی شادی کروا دیتے اور انہیں خرچ کے لئے مال عطا فرماتے اور ہر ایک کے پاس اس کے شایان شان تحفہ بھیجا کرتے۔ ایک مرتبہ آپ نے ایک شاگرد کو پھٹا ہوا کپڑا پہنے ہوئے دیکھا فرمایا''یہیں بیٹھنا یہاں تک کہ سب لوگ رخصت ہو جائیں'' جب لوگ چلے گئے تو آپ نے اسے قریب بلایا اور فرمایا''اس جائے نماز کے نیچے جو کچھ ہے وہ سارے کا سارا لے لو!'' اس نے جائے نماز کو اٹھایا تو اس کے نیچے دس ہزار درہم موجود تھے''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۹۳

(قصہ ۳۰) ﴿امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور قرآن کی عظمت﴾

جب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حماد نے سورۂ فاتحہ ختم کی تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے استاد کو پانچ سو دراہم بھجوائے، (ایک روایت میں ہے کہ ہزار درہم عطا فرمائے) اس رقم کو دیکھ کر استاذ صاحب کہنے لگے''میں نے کیا ایسا کام انجام دیا ہے جس کے بدلے آپ نے کثیر رقم بھیجی ہے؟'' امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بلا بھیجا اور معذرت کی پھر فرمایا:

''میرے لڑکے کو جو کچھ آپ نے سکھایا ہے اس کو حقیر نہ جانیں، واللہ! اگر میرے پاس اس سے زیادہ ہوتا تو قرآن شریف کی

عظمت کے پیش نظر وہ سب آپ کی نذر کر دیتا"

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۹۳

(قصہ۳۱) ﴿امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تجارت﴾

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تجارت فرمایا کرتے تھے اور اپنا مال تجارت بغداد بھجوایا کرتے تھے، آپ اس کا نفع سال بھر تک جمع فرماتے اس سے اپنی ضروریات مثلاً کھانا کپڑا خریدتے اور باقی اپنے اساتذہ ومحدثین کی خدمت میں حاضر دیتے اور عرض کرتے کہ اسے اپنی ضروریات میں صرف فرمایئے اور اللہ تعالیٰ ہی کی تعریف کیجیے، کیونکہ میں نے اپنے مال سے کچھ نہیں حاضر کیا کیونکہ یہ اللہ کا فضل ہے جو اس نے میرے ہاتھ پر عطا فرمایا"

وکیع فرماتے ہیں "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے جب بھی میں چار ہزار درہم سے زیادہ کا مالک ہوا تو اس کو اپنی ملک سے علیحدہ کر دیا اور صرف چار ہزار روک رکھا کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ چار ہزار درہم اور اس سے کم گزر بسر کے لئے کافی ہے اور اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ تجارت میں مجھے اس کی ضرورت پڑے گی تو ایک درہم بھی نہ روکتا"

سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام ابوحنیفہ بہت صدقہ فرماتے اور جو کچھ حاصل کرتے اس میں سے کچھ ضرور راہ خدا میں نکالتے اور میرے پاس اس قدر کثرت سے تحائف بھیجتے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ میں ان کی کثرت سے متعجب ہوا تو میں نے ان کے ایک شاگرد سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا کہ کاش کہ آپ ان تحائف کو دیکھتے جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن عروبہ کے پاس بھیجے ہیں آپ کا معمول یہ تھا کہ کسی محدث کو بغیر کثرت احسان کے نہیں چھوڑتے تھے۔

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۹۴

(قصہ۳۲) ﴿دفینہ کی تلاش﴾

ایک مرتبہ ایک شخص نے آکر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا "میں نے اپنے گھر میں ایک چیز دفن کی تھی، اب اس جگہ کا پتہ نہیں چلتا ہے" امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا "جب تم کو معلوم نہیں تو مجھے کیسے معلوم ہوگا؟"

اس کے بعد آپ اپنے شاگردوں کو لے کر اس کے گھر گئے اور اس سے اس کے خاص کمرے کے متعلق پوچھا جس میں کپڑے وغیرہ رکھتا تھا، اس کے بتانے پر آپ شاگردوں کو لے کر اندر گئے اور کہا "اگر تم لوگ اس کمرہ میں کوئی چیز دفن کرتے تو کہاں دفن کرتے؟" پانچ طالب علموں نے اپنی اپنی جگہ کی نشاندہی کی، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان جگہوں کو کھودنے کا حکم دیا، ابھی تیسری جگہ کی کھدائی کی باری آئی تھی کہ وہ چیز مل گئی۔

سیرت ائمہ اربعہ، ص:۸۵ بحوالہ اخبار ابی حنیفة واصحابہ، ص:۲۵

(قصہ۳۳) ﴿امام ابو یوسف، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی کفالت میں﴾

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز اور جید تلامذہ میں سے ایک ہیں، فقہ حنفی کا دوسرا بڑا امام ہونے کا رتبہ بھی آپ ہی کو حاصل ہے۔ آپ کے علوم وفنون کا بہت سا حصہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے۔ آپ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات کو انتہائی جامع اور مختصر انداز میں بیان کیا ہے، ابن حجر مکی نے "الخیرات الحسا ن فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان" (ص:۹۵) میں اسے نقل کیا ہے:

> "امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اگر کسی کو کچھ عطا فرماتے اور وہ اس پر ان کا شکریہ ادا کرتا تو آپ کو غم ہوتا اور فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو کہ یہ خدا کی دی ہوئی روزی ہے جو اس نے مجھ تک پہنچائی ہے۔ آپ بیس سال تک میری اور میرے عیال کی کفالت فرماتے رہے اور جب میں کہتا کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں دیکھا تو فرماتے کہ تیرا کیا حال ہوتا اگر تو میرے استاذ حضرت حماد کو دیکھ

لیتا۔۔۔ میں نے کسی کو خصائل حمیدہ کا آپ سے زیادہ جامع نہ دیکھا۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ کو علم و عمل، سخاوت بذل اور اخلاق قرآنی کے ساتھ مزین کیا ہے''

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۹۵

(قصہ ۳۴) ﴿چار ہزار درہم کا قرض، ایک آن میں معاف﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ راستہ سے گزر رہے تھے، اتنے میں ایک شخص نے ان کو دیکھا، پھر چھپ گیا اور دوسرا راستہ اختیار کرلیا۔ آپ نے اسے پکارا، وہ آیا تو آپ نے فرمایا:

''تم کیوں اپنی راہ سے بے راہ ہوکر چلے؟''

اس نے کہا'' آپ کا مجھ پر دس ہزار درہم قرض ہے جس کو زمانہ دراز ہوگیا اور میں تنگدست ہوں اس لئے آپ سے شرماتا ہوں''

جود وسخا کے اس پیکر پر قربان جائیں اس کے اس عذر کو سننے کی دیر تھی کہ فرمایا:

''سبحان اللہ! اگر یہی وجہ ہے تو میں نے وہ سب تم کو بخش دیا اور میں نے اپنے آپ کو اپنے نفس پر گواہ کیا تو مت چھپ اور مجھے معاف کر اس خوف سے جو میری جانب سے تیرے دل میں واقع ہوا''

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۹۵

(قصہ ۳۵) ﴿اہل علم کے ساتھ تعاون﴾

ایک مرتبہ ابراہیم بن عتبہ چار ہزار درہم سے زیادہ قرض کی وجہ سے قید ہوئے تو ان کے بھائیوں نے چاہا کہ چندہ کر کے اس قدر جمع کرلیں، جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس چندہ کے لئے آئے تو آپ نے فرمایا کہ'' لوگوں سے جو کچھ لیا ہے وہ سب واپس کر دیا جائے'' پھر ان کا تمام قرض اپنے پاس سے ادا کر دیا۔

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۹۶

(قصہ ۳۶) ﴿حدیث رسول ﷺ کا ادب﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جامع مسجد میں درس دے رہے تھے۔ تلامذہ، عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کا ایک جم غفیر جمع تھا۔ اتفاقاً چھت سے ایک سانپ گرا اور امام صاحب رحمہ اللہ کی گود میں آیا۔ بہت سے لوگ گھبرا کر بھاگ گئے، مگر امام صاحب رحمہ اللہ حدیث کے ادب میں اسی اطمینان سے بیٹھے رہے۔

سیرۃ النعمان از علامہ شبلی نعمانی، ص:۶۴

(قصہ ۳۷) ﴿ایک حدیث کے لئے......!﴾

ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک شخص کچھ ہدیہ لایا آپ نے بدلہ میں کئی گنا زیادہ عطا فرمایا۔ اس نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ اس قدر عطا فرمائیں گے تو میں یہ ہدیہ حاضر ہی نہ کرتا۔ آپ نے فرمایا'' ایسی بات نہ کہو کیونکہ فضیلت تو ہمیشہ پہلے آنے والے کے لئے ہوتی ہے، کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی جو مجھ تک پہنچی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا'' جو شخص تمہارے ساتھ بھلائی کرے اس کو بھرپور بدلہ عطا کرو، اور اگر بدلہ کے لئے کچھ نہ پاؤ تو اس کی تعریف کرو'' پھر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرمایا:

''یہ حدیث مجھے اپنے تمام اموال مملوکہ سے زیادہ محبوب ہے''

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۹۶

(قصہ ۳۸) ﴿امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام اوزاعی رحمہ اللہ کی نظر میں﴾

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ملک شام میں امام اوزاعی کے پاس گیا اور بیروت میں ان سے ملاقات کی، انہوں نے مجھ سے کہا'' اے خراسانی! یہ کون بدعتی ہے جو کوفہ میں نکلا ہے اور ابوحنیفہ کی کنیت رکھتا ہے؟'' میں نے اس وقت انہیں کوئی جواب نہیں دیا اور اپنی قیام گاہ پر واپس آکر امام ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھنے لگا اور تین دن تک ان کو پڑھ کر ان سے اچھے اچھے مسائل نکالے۔

تیسرے دن ان کے پاس گیا اور مسائل کی کتاب میرے ہاتھ میں تھی، امام

اوزاعی نے پوچھا ''یہ کون سی کتاب ہے؟'' میں نے ان کو کتاب دے دی، انہوں نے اس کو دیکھنا شروع کیا اور ایک مسئلہ پر ان کی نظر پڑی جس میں میں نے قال النعمان لکھا تھا، اذان ہوگئی تھی، اقامت کا وقت قریب ہوگیا اور ان کو امامت کرنی تھی، اس کے باوجود کھڑے کھڑے کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھا، پھر کتاب آستین میں رکھ کر نماز پڑھائی، فراغت کے بعد پھر اس کو پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی، پھر مجھ سے پوچھا ''خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون ہے؟'' میں نے کہا ''یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں نے عراق میں ملاقات کی ہے'' اوزاعی نے کہا ''یہ بہت اونچے مشائخ میں سے ہیں تم جا کر ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو''

اس کے بعد میں نے ان سے کہا ''یہی ابوحنیفہ ہیں جن کے پاس جانے سے آپ نے مجھ کو منع کیا تھا!!!''

خطیب بغدادی کی روایت یہیں تک ہے، عقود الجمان میں یہ بھی ہے کہ اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن مبارک نے بیان کیا ہے کہ ابوحنیفہ اور اوزاعی دونوں مکہ میں ملے، میں نے اوزاعی کو دیکھا کہ ان مسائل میں ابوحنیفہ سے بحث کر رہے ہیں اور ابوحنیفہ اس سے زیادہ وضاحت اور دلائل کے ساتھ ان مسائل کو بیان کر رہے ہیں جن کو میں نے لکھا تھا، اس کے بعد میں اوزاعی سے ملا تو انہوں نے اعتراف کیا:

''ابوحنیفہ کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک ہو رہا ہے، میں بڑی غلط فہمی میں مبتلا تھا، تم ان سے مل کر علم حاصل کرو''

سیرت ائمہ اربعہ، ص: ۸۸، ۸۹، بحوالہ تاریخ بغداد، ۱۳/۳۳۸ و عقود الجمان، ص: ۱۹۲

(قصہ ۳۹) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک باندی لینا چاہی تو دس سال تک (اور روایت میں ہے بیس سال تک) پسند کرتے اور مشورہ لیتے رہے کہ قیدیوں کے کسی ایسے گروہ میں سے خریدیں جو شبہ سے بالکل پاک وصاف ہو۔

اس کے بعد آپ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی منقبت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''میں نے کسی کو آپ سے زیادہ پرہیزگار نہ دیکھا۔ کیا تم قدرت رکھتے ہو ایسے شخص کی تعریف کرنے کی جن پر بہت سا مال پیش کیا گیا مگر انہوں نے اس کی مطلقاً پرواہ نہ کی نفس پروروں نے آپ کو کوڑوں سے مارا۔ آپ نے آسائش و تکلیف دونوں حالتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اس چیز کو قبول نہ فرمایا جس کی لوگ خود سے خواہش کرتے ہیں اور اپنے لئے چاہتے ہیں''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۹۷

(قصہ ۴۰) تاجروں کے لئے ایک عظیم نمونہ

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے شریک کے پاس تجارت کا مال بھیجا جس میں ایک کپڑا عیب دار تھا، آپ نے انہیں یہ پیغام بھی دیا تھا کہ جب اس کو بیچیں تو عیب کو ضرور بیان کریں۔ انہوں نے کپڑا بیچ دیا مگر عیب کو بیان کرنا غلطی سے بھول گئے اور یہ بھی یاد نہ رہا کہ کس شخص نے خریدا ہے۔ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے پوری قیمت صدقہ فرما دی جو تیس ہزار درہم تھی نہ صرف یہ بلکہ اپنے شریک سے بھی علیحدگی اختیار فرمالی۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۹۸

(قصہ ۴۱) قسم کھانے پر نفس کو سزا

حضرت وکیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے نفس پر لازم کر لیا تھا کہ اگر کلام میں سچی بات پر بھی خدا کی قسم کھائیں گے تو ایک درہم صدقہ کریں گے۔ ایک مرتبہ قسم کھائی تو ایک درہم صدقہ کیا۔ پھر اپنے نفس پر لازم کیا کہ اب اگر قسم کھائیں گے تو ایک دینار صدقہ کریں گے تو جب بھی قسم کھاتے تو ایک دینار صدقہ فرماتے''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۹۸

(قصہ ۴۲) ﴿مہینہ بھر کا خرچ......!﴾

ایک مرتبہ ایک آدمی نے آپ سے سوال کیا" دنیا آپ پر پیش کی جاتی ہے اور آپ عیالدار ہیں اور آپ کو روپیہ کی ضرورت ہے پھر کیوں نہیں قبول فرماتے؟" امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا" میرے اہل وعیال کا ذمہ دار اللہ ہے۔ ہمارا خرچ مہینہ بھر میں دو درہم ہے، ہمیں اولاد کے لئے ایسا مال جمع کرنے میں کیا فائدہ؟ جبکہ ان لوگوں کی اطاعت یا معصیت کا سوال ہم سے کیا جائے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی روزی دونوں فریقوں کے لئے صبح آتی شام کو جاتی ہے اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴾ الذاریات: ۲۲

"آسمان میں تمہارا رزق اور وہ چیز ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۹۹

(قصہ ۴۳) ﴿امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اخلاق﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ایک شاگرد حج کے لئے گئے اور اپنی باندی آپ کے پاس چھوڑ گئے، چار مہینہ تک سفر میں رہے جب واپس آئے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا" آپ نے اس کو کیسا پایا؟" آپ نے فرمایا" جس شخص نے قرآن پڑھا اور لوگوں کے دین کی حفاظت کی اس کو ضرورت ہے کہ اپنے نفس کو فتنہ سے بچائے، بخدا جب سے تم گئے اس وقت سے تمہاری واپسی تک میں نے اس کو کبھی نہ دیکھا" پھر انہوں نے باندی سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اخلاق کے متعلق پوچھا، اس نے کہا کہ میں نے ان جیسا نہ سنا نہ دیکھا، میں نے ان کو دن رات میں کبھی جنابت سے غسل کرتے نہ دیکھا نہ کبھی دن میں افطار کرتے دیکھا۔ آخر شب میں تھوڑا سا کھانا کھاتے اور ذرا دیر کو سو رہتے پھر نماز کو تشریف لے جاتے"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۹۹

(قصہ ۴۴) ﴿اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس ایک عورت ایک ریشمی کپڑا لائی جس کو وہ سو درہم میں بیچ رہی تھی، آپ نے فرمایا" یہ سو درہم سے زیادہ کا ہے کیا قیمت لے گی؟" اس نے ایک ایک سو بڑھانا شروع کیا، یہاں تک کہ چار سو درہم تک پہنچ گئی، آپ نے فرمایا" یہ اس سے بھی زیادہ کا ہے" اس نے کہا" کیا آپ مجھ سے مذاق فرماتے ہیں؟" امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا" کسی مرد کو بلا لاؤ!" وہ ایک آدمی کو بلا کر لائی، آپ نے اس سے اس کپڑے کا سودا فرمایا تو وہ اس کپڑے کو پانچ سو درہم کا خریدنے پر تیار ہوگیا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفة النعمان: ص ۱۰۰

(قصہ ۴۵) ﴿رفع یدین کے بارے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مناظرہ﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کا مناظرہ ہوا، اس علمی مناظرہ کو قارئین اور بالخصوص اہل علم حضرات کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے:

امام اوزاعی: "آخر کیا وجہ ہے کہ آپ رکوع میں جاتے ہوئے اور اٹھتے ہوئے رفع یدین نہیں کرتے؟"

امام ابوحنیفہ: "اس لئے کہ اس سلسلہ میں حضور ﷺ سے کوئی صحیح حدیث منقول نہیں"

امام اوزاعی: "آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی صحیح حدیث منقول نہیں حالانکہ زہری سے سالم سے اور سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے تو رفع یدین فرمایا کرتے تھے"

امام ابوحنیفہ: "ہم سے حماد نے اور ان سے ابراہیم نے اور ان سے علقمہ اور اسود نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضور ﷺ کا عمل نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ صرف نماز کے شروع رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد نہ کرتے تھے"

امام اوزاعی: ''میں آپ کو زہری عن سالم عن ابن عمر کو روایت بیان کر رہا ہوں اور آپ حماد عن ابراہیم کی روایت پیش کرتے ہیں''

امام ابوحنیفہ: ''حماد، زہری سے زیادہ فقیہ ہیں، ابراہیم، سالم سے زیادہ فقیہ ہیں، علقمہ بھی فقہ میں ابن عمر سے کم نہیں اگرچہ ابن عمر کو صحابیت کا شرف حاصل ہے، اسود بھی ایک صاحب فضیلت بزرگ ہیں اور عبداللہ تو عبداللہ ہیں''

قد نقل هذه القصة الشيخ احمد على السهارنفوری فی تعليق البخاری، (۱۰۲/۱)

(قصہ ۴۶) ﴿گام گام احتیاط﴾

ایک مرتبہ کوفہ کی بکریوں میں ایک چھینی ہوئی بکری مل گئی، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ نے لوگوں سے دریافت فرمایا اور تحقیق کی کہ بکری کی عمر کتنی ہوتی ہے اور رائے اس پر ٹھہری کہ ایک بکری سات سال تک زندہ رہ سکتی ہے۔ لہٰذا آپ نے سات سال تک کوفہ میں بکری کا گوشت نہ کھایا۔

اسی عرصہ میں آپ نے ایک فوجی کو دیکھا کہ اس نے گوشت کھا کر اس کا لقمہ کوفہ کی نہر میں ڈال دیا، آپ نے مچھلی کی عمر کے متعلق تحقیق فرمائی اور رائے اس پر ٹھہری کہ مچھلی ایک سال کی زندگی گزارتی ہے۔ لہٰذا آپ نے ایک سال تک مچھلی کا گوشت نہ کھایا۔

الخيرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنيفة النعمان، ص: ۱۰۰

(قصہ ۴۷) ﴿مقروض کے سایہ میں بیٹھنے سے احتراز﴾

ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ کے "باب التقوی" میں فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنے قرض دار کے درخت کے سایہ میں بیٹھنے سے بھی بچتے تھے اور فرماتے، جس قرض سے نفع ہو وہ سود ہے۔

اسی طرح یزید بن ہارون کا قول ہے کہ میں نے کسی کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے زیادہ پرہیزگار نہ پایا، میں نے ایک دن ان کو ایک شخص کے دروازہ کے سامنے دھوپ میں بیٹھے ہوئے دیکھا، میں نے کہا ''اگر حضور اس سایہ میں تشریف لے جاتے تو اچھا ہوتا'' فرمایا ''مالک مکان پر میرا قرض ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس سے نفع حاصل کروں اور اس کے مکان کے سایہ میں بیٹھوں''

یزید بن ہارون فرماتے ہیں ''اس سے بڑھ کر پرہیزگاری اور کیا ہوگی''

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ نے اس مکان کے سایہ میں بیٹھنے سے اجتناب فرمایا تو کسی نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا ''مالک مکان پر میرا قرض ہے میں پسند نہیں کرتا کہ اس کی دیوار کے سایہ میں بھی بیٹھوں کہ یہ بھی تحصیل منفعت ہے، مگر میں اور لوگوں پر اس بات کو واجب نہیں سمجھتا، لیکن ایک عالم کے لئے ضروری ہے کہ جس بات کی طرف لوگوں کو بلائے اس سے زیادہ پر خود عمل کرے''

الخيرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنيفة النعمان، ص: ۱۰۱

(قصہ ۴۸) ﴿یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے﴾

شام کے اندر ایک آدمی نے حکم بن ہشام ثقفی سے کہا ''ہمارے سامنے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صفات بیان کیجئے'' آپ نے فرمایا:

''وہ سب سے زیادہ امانت دار تھے، ایک مرتبہ بادشاہ نے چاہا کہ کہ اپنے تمام خزانوں کی کنجیوں کا آپ کو ذمہ دار بنادے، اس نے یہ بھی کہا کہ اگر اس کو پسند نہ کریں گے تو بادشاہ کی حکم عدولی کے جرم میں کوڑے پڑیں گے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کوڑا کھانے کی حتمی تکلیف کو اللہ تعالیٰ کے احتمال عذاب پر پسند فرمایا''

اس شخص نے حکم بن ہشام سے کہا ''جو تعریف آپ کر رہے ہیں ایسی تعریف کسی اور کو کرتے ہوئے تو میں نے نہیں دیکھا'' حکم بن ہشام نے فرمایا:

''خدا کی قسم! وہ ایسے ہی ہیں''

الخيرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنيفة النعمان، ص: ۱۰۲

(قصہ ۴۹) افسوسناک اجتہاد کا خوشگوار نتیجہ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے ایک عالم نے دریافت کیا کہ ''آپ کو کبھی اپنے کسی اجتہاد پر افسوس اور پشیمانی بھی ہوئی ہے؟'' فرمایا کہ ''ہاں ایک مرتبہ لوگوں نے مجھ سے پوچھا ایک حاملہ عورت مرگئی ہے اور اس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے، کیا کرنا چاہئے؟'' میں نے ان سے کہا ''عورت کا شکم چاک کر کے بچہ کو نکال دیا جائے'' لیکن بعد میں مجھے اپنے اجتہاد پر افسوس ہوا کیونکہ بچے کے زندہ نکلنے کا تو مجھے بھی علم نہیں، تاہم ایک مردہ عورت کو تکلیف دینے کے فتوی پر مجھے افسوس رہا'' پوچھنے والے عالم نے کہا ''یہ اجتہاد تو قابل افسوس نہیں بلکہ اس میں تو اللہ کا فضل شامل رہا کیونکہ آپ کے اس اجتہاد کی برکت سے زندہ نکل کر اس مرتبہ کو پہنچنے والا بچہ میں ہی ہوں''

حدائق الحنفیۃ، ص: ۷۰

(قصہ ۵۰) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، ایک مردم شناس عالم

ایک دفعہ آپ نے اپنے شاگردوں کے سامنے چند پیشین گوئیاں فرمائیں جو حرف بحرف پوری بھی ہوئیں۔ ان پیشین گوئیوں میں آپ نے امام زفر اور داؤد طائی سے فرمایا تھا ''تم گوشہ نشینی اختیار کر کے عبادت کرو گے'' امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے فرمایا تھا ''تم دنیا کی طرف متوجہ ہو گے'' آپ کی یہ باتیں اسی طرح پوری بھی ہوئیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا:

''جب تم کسی کو لمبے سر والا دیکھو تو جان لو کہ یہ احمق ہے، جب کسی کو اچھے حافظہ والا دیکھوں تو اس کی احادیث کو دلیل بناؤ، جب کسی کو حد سے زیادہ لمبی داڑھی والا دیکھو تو جان لو کہ یہ بیوقوف ہے، جب کسی دراز قد کو عقلمند پاؤ تو غنیمت جانو کیونکہ دراز قد لوگ بہت کم عقلمند ہوتے ہیں''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفۃ النعمان، ص: ۱۰۴

(قصہ ۵۱) عہدہ قضاء سے انکار کا قصہ

ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے قاضی بنانے کے لئے کچھ علماء کو اکٹھا کیا جن میں سفیان ثوری، مسعر، شریک اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ شامل تھے، ان میں سے ہر ایک اس عہدہ کو قبول نہ کرنا چاہتا تھا، چنانچہ سفیان ثوری، مسعر اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا باہم مشورہ ہوا کہ کس طرح اس آفت سے جان چھڑائی جائے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کا حل بتاتے ہوئے فرمایا ''میں تو کسی حیلہ سے بچ جاؤں گا، سفیان رفع حاجت کے بہانہ سے جائیں اور راستہ سے بھاگ جائیں اور مسعر مجنون بن جائیں، اس طرح شریک قاضی بنادیے جائیں گے''

منصور کے دربار میں پہنچ کر سب سے پہلے سفیان رحمہ اللہ نے کہا ''میں قضاء حاجت کو جانا چاہتا ہوں'' ایک سپاہی ان کے ساتھ چلا، وہ دریا کے قریب ایک دیوار کی اوٹ میں گئے، اتنے میں ایک کشتی وہاں سے گزری، سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کشتی والوں سے کہا ''یہ آدمی جو دیوار کی دوسری طرف کھڑا ہے یہ مجھے قتل کرنا چاہتا ہے'' لہذا لوگوں نے انہیں کشتی میں ڈالا اور چھپا کر لے گئے۔ کشتی سپاہی کے پاس سے گزری لیکن اسے علم نہ ہوا کہ اس کا ''ملزم'' اس میں چھپا ہوا ہے۔

جب دیر ہوئی تو اس نے آپ کو پکارا، کچھ جواب نہ آنا تھا اور نہ ہی آیا، وہ حضرت سفیان کی تلاش میں نکلا لیکن سفیان تو کجا نام ونشان بھی ندارد! چنانچہ مایوس ہو کر واپس آیا، اپنے افسر کو اطلاع دی، وہ سخت ناراض ہوا اور سپاہی کو برا بھلا کہا۔

باقی تینوں خلیفہ کے پاس پہنچے، سب سے پہلے مسعر ملے، مصافحہ کیا اور پوچھا ''امیر المومنین! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ کی باندیاں کیسی ہیں؟ چوپائے کیسے ہیں؟ اے امیر المومنین! آپ مجھے قاضی بنا دیجئے!!!'' ایک شخص جو اُن کے پاس کھڑا تھا کہنے لگا ''یہ مجنون ہیں'' خلیفہ نے کہا ''تم ٹھیک کہتے ہو، ان کو نکال دو''

اس کے بعد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بلایا گیا آپ تشریف لائے اور فرمایا ''اے امیر المومنین! میں نعمان بن ثابت بن ریشمی پارچہ فروش کا لڑکا ہوں، کوفہ والے اس کو پسند نہ

کریں گے کہ ایک ریشمی پارچہ فروش کا لڑکا ان پر حاکم ہو' منصور نے کہا ''تم سچ کہتے ہو' اس نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا عذر قبول کرلیا اور آپ کو آپ کی خواہش کے مطابق یہ عہدہ تفویض نہ کیا۔ اس کے بعد شریک نے کچھ معذرت کرنی چاہی تو دونوں میں ایک دلچسپ مکالمہ پیش آیا:

منصور: ''خاموش رہیں! اب آپ کے سوا کون باقی رہا، اپنا عہدہ لیجئے''

شریک: ''مجھے نسیان بہت ہے''

منصور: ''لوبان چبایا کیجئے''

شریک: ''مجھ میں خفت عقل ہے''

منصور: ''کچہری آنے سے قبل فالودہ بنا کر کھالیا کیجئے''

شریک: میں ہر آنے جانے پر حکومت کروں گا''

منصور: ''اگرچہ میرا لڑکا ہی کیوں نہ ہو اس پر بھی تم حاکم ہو''

اس ساری بحث کے بعد حضرت شریک رحمہ اللہ نے اس عہدہ کو قبول کرلیا۔

الخيرات الحسان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص:١٠٥

(قصہ ٥٢) ﴿امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی لاجواب فراست﴾

ایک شخص مسجد میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے گزرا، آپ نے از روئے فراست فرمایا ''یہ ایک مسافر ہے جس کی آستین میں مٹھائی ہے اور یہ لڑکوں کو پڑھاتا ہے'' دریافت سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں باتیں ٹھیک ہیں۔ کسی نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا ''میں نے اس کو دیکھا کہ یہ دائیں بائیں دیکھ کر چل رہا ہے، یہ عمل مسافر کیا کرتا ہے، پھر میں نے دیکھا کہ اس کی آستین پر مکھیاں بیٹھی ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اس کی آستین میں مٹھائی ہے اور میں نے دیکھا کہ لڑکوں کو ایک مربی کی نظر سے دیکھ رہا ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ لڑکوں کو پڑھاتا ہے''

الخيرات الحسان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص:١٠٦

(قصہ ٥٣) ﴿چند انوکھے سوالات﴾

آپ کے مخالفین میں سے ایک شخص نے ایک مرتبہ آپ سے عجیب سوال کیا، کہنے لگا ''آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو جنت کا امیدوار نہ ہو، نہ دوزخ سے ڈرتا ہو اور نہ پروردگار سے، مردار کھاتا ہے، بے رکوع وسجود نماز پڑھتا ہے، بن دیکھی بات پر گواہی دیتا ہے، سچی بات کو ناپسند کرتا ہے، فتنہ کو دوست رکھتا ہے، رحمت سے بھاگتا ہے اور یہود ونصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے؟'' آپ نے فرمایا ''کیا تجھے اس شخص کا علم ہے؟'' اس نے کہا ''نہیں مگر میں نے اس سے زیادہ برا کسی کو نہ دیکھا اس لئے آپ سے سوال کیا''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا ''ایسے شخص کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟'' انہوں نے کہا ''ایسا شخص بہت ہی برا ہے یہ صفت کافر کی ہے'' یہ جواب سن کر آپ مسکرائے اور فرمایا ''وہ شخص خدائے تعالیٰ کا سچا دوست ہے'' اس کے بعد اس شخص سے کہا ''اگر اس کا جواب بتادوں تو تو میری بدگوئی سے باز رہے گا اور جو چیز تجھے نقصان پہنچائے گی اس سے بچے گا'' اس نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا:

''وہ شخص جنت کی امید نہیں رکھتا بلکہ رب جنت کی امید رکھتا ہے اور جہنم سے نہیں ڈرتا بلکہ جہنم کے رب سے ڈرتا ہے، اللہ تعالیٰ سے اس بات کا خوف نہیں کرتا کہ اپنی بادشاہت میں کسی پر ظلم کرے، مردہ مچھلی کھاتا ہے، جنازہ کی نماز پڑھتا ہے اور نبی ﷺ پر صلاۃ بھیجتا ہے یعنی درود پڑھتا ہے، ان دیکھی بات پر گواہی دینے کے یہ معنی ہیں کہ وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور موت کو ناپسند کرتا ہے جو برحق ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے اور مال و اولاد فتنہ ہے جس کو دوست رکھتا ہے،

رحمت بارش ہے، یہود کی اس بات کی تصدیق کرتا ہے لَیْسَتِ النَّصَارٰی عَلٰی شَیْءٍ (عیسائی بالکل گمراہی پر ہیں) اور انصاریٰ کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے لَیْسَتِ الْیَهُوْدُ عَلٰی شَیْءٍ (یہود بالکل گمراہی پر ہیں)"

جب اس شخص نے یہ پرمغز اور مسکت جواب سنا تو کھڑا ہوا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سرمبارک کا بوسہ دیا اور کہا "میں قسم کھا کے گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:۱۰۶-۱۰۸

(قصہ ۵۴) اجرت کا ایک انوکھا مسئلہ

جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص انتقال کر جائے تو روئے زمین پر کوئی شخص اس کا قائم مقام نہ ہوگا، جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو افاقہ ہوا تو ان میں قدرے خود پسندی آنے لگی اور فقہ پڑھانے کی اپنی مجلس علیحدہ قائم کر لی، لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی مجلس میں شریک ہونے لگے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اس کی خبر ہوئی تو اپنے ایک شاگرد سے فرمایا "ابو یوسف کی مجلس میں جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آپ کیا فرماتے ہیں اس صورت میں کہ ایک شخص نے دھوبی کو میلا کپڑا دیا کہ دو درہم میں دھو دے، کچھ دنوں کے بعد اس نے کپڑا مانگا دھوبی نے انکار کیا اس کے بعد اس نے پھر مانگا دھوبی نے دھلا ہوا کپڑا اس کو دے دیا تو اس کپڑے کی دھلائی کی اجرت اس شخص کے ذمہ واجب ہوگی یا نہیں، اگر جواب دیں کہ ہاں اس دھوبی کو اُجرت ملنی چاہیے تو کہنا کہ آپ نے غلطی کی ہے اور جو کہیں کہ اس کو اجرت نہ ملنی چاہیے تو کہنا کہ آپ سے غلطی ہوئی ہے"

پس وہ شخص امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہی مسئلہ دریافت کیا،

امام ابو یوسف نے فرمایا "ہاں! دھلائی کی اجرت مالک پر واجب ہے" اس نے کہا "آپ نے غلط کہا" اس کے بعد کچھ دیر سوچ کر فرمایا "نہیں" اس شخص نے کہا آپ نے غلطی کی۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ اسی وقت امام ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دیکھتے ہی فرمایا "شاید دھوبی والے مسئلہ کی وجہ سے آئے ہو" امام ابو یوسف نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا "سبحان اللہ! جو شخص مفتی بن جائے، لوگوں کو فتوے دینے بیٹھے، دین الٰہی کا ہادی بنے اور رتبہ اس کا اتنا ہو کہ ایک مسئلہ اجرت کا بھی نہ معلوم ہو"

امام ابو یوسف نے عرض کی "حضرت آپ ہی مجھے بتا دیجئے" آپ نے فرمایا "اگر اس نے غصب کی نیت سے پہلے دھویا تو اجرت واجب ہے اس لئے کہ اس نے مالک کے لئے دھویا اور اگر غصب و انکار کی نیت کے بعد دھویا تو اجرت کا مستحق نہیں کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا ہے"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:۱۰۸-۱۰۹

(قصہ ۵۵) دو بھائیوں کی شادی اور ایک مشکل

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دیگر علماء کے ساتھ ایک ایسے آدمی کی دعوت ولیمہ میں تشریف لے گئے جس نے اپنی دو بیٹیوں کا عقد دو بھائیوں سے کر دیا تھا، اس تقریب کے دوران سرپرست انتہائی پریشانی کے عالم میں مکان سے باہر آیا اور کہنے لگا "ہم لوگ سخت مصیبت میں پڑ گئے، رات غلطی سے دلہنیں بدل گئیں اور ایک شخص دوسری عورت سے ہم بستر ہوا ہے" سفیان رحمہ اللہ نے کہا "کوئی مضائقہ نہیں، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسی قسم کا ایک سوال بھیجا تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا یہ جواب دیا کہ ہر شخص پر صحبت کی وجہ سے مہر واجب ہے اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس چلی جائے" لوگوں نے اس جواب کو پسند کیا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خاموش تھے، مسعر نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کہا "آپ

فرمایئے!" سفیان نے کہا "اس کے سوا اور کیا کہیں گے؟" امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا "دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ" دونوں حاضر کیے گئے تو آپ نے ہر ایک سے پوچھا کہ رات جس عورت کے پاس تم رہے وہ تم کو پسند ہے؟" دونوں نے اثبات میں جواب دیا، پھر آپ نے لڑکیوں کے نام دریافت فرمائے اور مسئلہ کا یہ حل تجویز کیا کہ دونوں مردوں کا نکاح جن عورتوں سے ہوا تھا ان کو طلاق دے دیں اور ہر ایک اس سے نکاح کر لے جس سے اس نے ہم بستری کی ہے۔

لوگوں نے آپ کے اس جواب کو بہت وقعت و عزت سے دیکھا، مسعر کھڑے ہوئے اور آپ کی پیشانی کا بوسہ دیا اور کہا "کیا تم لوگ ایسے شخص کی محبت پر مجھے ملامت کرتے ہو؟" حضرت سفیانؒ نے بھی اس جواب پر سکوت اختیار فرمایا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۱۰۹

(قصہ ۵۶) ﴿ایک عجیب و غریب الجھن کا حل﴾

امام ابو حنیفہؒ ایک ہاشمی سید کے جنازے میں تشریف لے گئے جس میں اور معززین کوفہ و علمائے کرام بھی شریک تھے، اتنے میں اس کی ماں ننگے سر اور کھلے چہرے کے ساتھ دوڑتی ہوئی گھر سے نکل آئی اور اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا، یہ صورت حال دیکھ کر اس کے شوہر نے قسم کھائی کہ واپس ہو جاؤ ورنہ طلاق ہے، اس عورت نے قسم کھائی کہ اگر بغیر نماز جنازہ ہوئے واپس جاؤں تو میرے مملوک آزاد ہیں۔

یہ باتیں سن کر سب لوگ ششدر اور دم بخود رہ گئے، کسی نے کوئی بات نہ کی، اس کے باپ نے امام ابو حنیفہؒ سے مسئلہ پوچھا آپ نے اس سے اور اس کی بیوی سے قسم دہرانے کو کہا، پھر حکم دیا کہ نماز پڑھی جائے اس کے بعد اس عورت کو واپس جانے کے لئے فرمایا۔ اس طرح عورت کو طلاق بھی نہ ہوئی اور اس کی قسم بھی پوری ہوگئی۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۱۱۰

(قصہ ۵۷) ﴿انوکھی تقسیم﴾

عبداللہ بن مبارک نے ایک مرتبہ امام ابوحنیفہؒ سے ایک مسئلہ پوچھا کہ کسی شخص کے دو درہم ایک دوسرے شخص کے ایک درہم میں مل گئے پھر ان میں سے دو گم ہو گئے یہ نہیں معلوم کہ کون سے دو گم ہو گئے، اب دونوں میں سے کس کو کتنا حصہ ملے گا۔ آپ نے فرمایا "جو درہم باقی رہ گیا اسی میں 2/3 اس کا ہے جس کے دو درہم تھے اور 1/3 اس کا ہے جس کا ایک درہم تھا"

ابن مبارکؒ نے کہا کہ میں نے ابن شبرمہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ "یہ سوال آپ نے کسی سے دریافت کیا ہے؟" ابن مبارکؒ نے کہا "ہاں یہ مسئلہ میں نے امام ابوحنیفہ پوچھا تھا" یہ سن کر انہوں نے کہا "امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ جو درہم باقی رہا وہ دونوں کا ہے تین حصے ہو کر" ابن مبارکؒ نے ہاں میں جواب دیا تو ابن شبرمہ نے کہا "بندہ خدا نے خطا کی کیونکہ دو درہم جو گم گئے ایک کے متعلق تو اس بات کا علم یقینی ہے کہ وہ دو والے کا تھا اور دوسرا درہم دونوں کا تو باقی دونوں کے درمیان نصف تقسیم گا"

عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ یہ جواب میرے دل کو لگا، پھر میں امام ابو حنیفہؒ سے ملا جن کی عقل اگر نصف روئے زمین والوں سے موازنہ کیا جائے تو ضرور امام ابوحنیفہؒ کی عقل ان سب کی عقل سے وزنی ہوگی، آپ نے فرمایا "تم ابن شبرمہ سے ملے تھے انہوں نے آپ کو یہ جواب دیا تھا کہ یہ تو یقیناً معلوم ہے کہ دو درہموں میں سے ایک درہم گم ہو گیا ہے۔ جو درہم گم نہیں ہوا وہ دونوں شخصوں میں برابر تقسیم ہوگا" میں نے ہاں میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا کہ جب تینوں درہم مل گئے تو ہر ایک میں ان دونوں کی شرکت اثلاثاً (تین تین کے اعتبار سے) ہوگئی تو ایک درہم والے کے لئے ہر درہم میں ایک حصہ تہائی اور دو درہم والے کے لئے ہر درہم میں دو تہائی حصہ ہوا تو جب درہم گم ہوا تو شرکت کے حصہ کے مطابق ہر ایک کا حصہ گم ہوگا، اس لئے باقی میں ایک حصہ اور دو حصہ رہے گا"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١١٢

(قصہ۵۸) ﴿وراثت کا ایک اہم مسئلہ﴾

آپ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور کہا ''میرا بھائی مر گیا اور چھ سو دینار ترکہ چھوڑا ہے مجھے اس میں سے صرف ایک دینار ملا ہے'' آپ نے فرمایا ''تمہارے حصوں کو کس نے تقسیم کیا؟'' عرض کی ''داؤد طائی رحمہ اللہ نے'' آپ نے فرمایا ''بے شک تیرا ایک ہی دینار ہے، تیرے بھائی نے دو لڑکیاں، ماں، بیوی، ۱۲ بھائی اور ایک بہن کو چھوڑا ہے'' اس نے کہا ''ہاں'' آپ نے فرمایا ''تو اسی طرح مسئلہ ہوگا''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١١٥

(قصہ۵۹) ﴿ایک معاصرانہ چوٹ﴾

ایک مرتبہ امام قتادہ رحمہ اللہ کوفہ تشریف لائے اور فرمایا ''مجھ سے جو کوئی مسئلہ حرام و حلال کا دریافت کرے گا اس کا جواب دوں گا''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایک سوال بھجوایا ''آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو اپنی بیوی سے غائب ہو گیا اور کئی سال تک غائب رہا یہاں تک کہ اس کے مرنے کی خبر آئی اس کے مرنے کو یقینی جان کر دوسری شادی کر لی جس سے اولاد بھی پیدا ہوئی، اس دوران پہلا شوہر بھی واپس آ گیا، پہلے شوہر نے اس اولاد کا انکار کیا اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بچہ ہے۔ تو کیا دونوں نے اس پر زنا کی تہمت لگائی یا صرف انکار کرنے والے نے؟''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا ''اگر اس کا جواب رائے سے دیں گے تو خطا کریں گے اور اگر حدیث سے دیں گے تو غلط کہیں گے''

حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے پوچھا ''کیا ایسا واقعہ ہوا ہے؟''

لوگوں نے نفی میں جواب دیا تو حضرت قتادہ نے کہا ''جو بات ابھی ہوئی نہیں اس کے متعلق کیوں پوچھتے ہو؟''

اس کے جواب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ''علماء کو آئندہ کے حالات کے لئے مستعد ہو جانا چاہئے اور انہیں چاہئے کہ واقعہ کے پیش آنے سے پہلے اس کو سمجھ لیں تاکہ اس میں پڑنے اور اس سے نکلنے کا طریقہ سمجھ سکیں''

حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے کہا ''اس کو چھوڑ و اور تفسیر کے متعلق دریافت کرو''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے دوسرا سوال کیا ''اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

﴿قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ﴾ (النحل:٤٠)

''جو شخص بولا جس کے پاس کتاب کا علم تھا''

سے کون شخص مراد ہے؟''

حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا ''اس سے مراد آصف بن برخیا کاتب حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں، ان کو اسم اعظم معلوم تھا''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے پوچھا ''حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اسم اعظم جانتے تھے یا نہیں؟''

انہوں نے کہا ''نہیں''

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ''کیا یہ ہو سکتا ہے کہ کسی نبی کے زمانہ میں کوئی شخص ایسا ہو جو اس بڑا عالم ہو''

حضرت قتادہ نے کہا ''نہیں ہو سکتا...... بخدا میں تم لوگوں سے تفسیر بیان نہیں کروں گا، مجھ سے مختلف فیہ مسائل دریافت کرو''

اس کے بعد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ان سے مزید بھی کچھ سوالات کئے جن کا جواب حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نہ بن پایا۔ اور یوں یہ دلچسپ علمی محفل اپنے اختتام کو پہنچی۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١١٦-١١٧

(قصہ ۶۰) ﴿امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حیرت انگیز ذہانت﴾

ایک شخص نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اپنی بیوی سے بات نہ کروں گا یہاں تک کہ وہ مجھ سے بات کرے اور اس نے بھی قسم کھائی ہے کہ وہ مجھ سے بات نہ کرے گی یہاں تک کہ میں اس سے بات کروں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ''تم دونوں میں سے کسی کی قسم نہ ٹوٹی''

جب یہ بات حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تک پہنچی تو غصہ ہونے لگے اور امام صاحب رحمہ اللہ سے فرمایا ''آپ حرام چیزوں کو حلال کرتے ہیں، آپ نے یہ مسئلہ کہاں سے بتایا؟''

آپ نے فرمایا ''مرد کے قسم کھانے کے بعد جب عورت نے قسم کھانے کے لئے بات کی تو مرد کی قسم پوری ہوگئی۔ اور پھر جب اس شخص نے اس عورت سے بات کی تو نہ مرد کی قسم ٹوٹی نہ عورت کی، اس لئے کہ اس عورت نے اس سے کلام کیا اور اس شخص نے اس عورت سے بعد قسم کے کلام کیا تو دونوں کی قسم پوری ہوگئی''

یہ سن کر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا ''آپ کے لئے ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جن سے ہم سب غافل ہیں''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۱۲۰

(قصہ ۶۱) ﴿اگر ابلتی ہنڈیا میں پرندہ گر جائے!﴾

حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ نے آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا کہ وہ ایک ہنڈیا پکا رہا تھا کہ ایک پرندہ اس میں گر کر مر گیا۔ اب کیا کیا جائے، آیا اس ہانڈی کو استعمال کیا جائے یا پھینک دیا جائے؟

آپ نے اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ تم لوگوں کے خیال میں اس کا کیا جواب ہے؟ شاگردوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جواب دیا کہ شوربا بہا دیں اور گوشت

کو دھو کر مصرف میں لائیں۔

آپ نے فرمایا یہ تو اس صورت میں ہے جب پانی کے سکون کے وقت پرندہ گرا ہو اور اگر جوش کے وقت گرا ہو تو گوشت بھی پھینک دیا جائے گا۔ ابن مبارک رحمہ اللہ نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا ''اس لئے کہ اس وقت اس کے اندر تک نجاست پہنچ جائے گی بخلاف پہلی صورت کے کہ اس میں صرف ظاہر تک پہنچے گی'' ابن مبارک کو یہ جواب بہت پسند آیا۔

سیرت ائمہ اربعہ، ص: ۸۴ بحوالہ اخبار ابی حنیفة واصحابہ

(قصہ ۶۲) ﴿بھولی ہوئی بات یاد کرنے کا نسخہ﴾

ایک مرتبہ ایک شخص اپنا مال کہیں دفن کر کے بھول گیا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بارے میں مشورہ طلب کیا۔ آپ نے فرمایا ''یہ کوئی فقہی مسئلہ تو ہے نہیں کہ میں بیان کروں، ہاں البتہ تم جاؤ اور آج صبح تک نماز پڑھتے رہو، تمہیں یاد آ جائے گا''

چنانچہ اس شخص نے نماز پڑھنا شروع کی، ابھی چوتھائی رات بھی نہ گزری تھی کہ یاد آ گیا اور وہ نماز چھوڑ کر سو گیا۔

اگلی صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا ''مجھے معلوم تھا کہ شیطان تجھے رات بھر نماز پڑھنے بھی نہ دے گا۔ لیکن مجھے تم پر بھی افسوس ہے کہ تم نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے پوری رات نماز کیوں نہ پڑھی''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۱۲۱

(قصہ ۶۳) ﴿چور کی تلاش﴾

ایک شخص کے یہاں چور گھس آئے اور اس کے سب کپڑے لے لئے اور اس سے طلاق کی قسم لے لی کہ کسی کو اس کی خبر نہ دے گا اس شخص نے قسم کھالی۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس کا کپڑا بازار میں بک رہا ہے مگر وہ بول نہیں سکتا تھا۔

اس نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا، آپ نے فرمایا ''جن لوگوں پر تمہیں

شک ہے یا جو تم سے متعلقہ لوگ ہیں ان سب کو میرے پاس لے آؤ" جب سب لوگ حاضر ہو گئے تو آپ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ وہ سب کے سب ایک جگہ جمع ہوں اور ایک ایک کر کے نکلیں اور اس سے پوچھا جائے کہ یہ تیرا چور ہے اگر نہ ہو تو کہہ دے نہیں اور اگر ہو تو چپ رہے۔ چنانچہ وہاں موجود تمام لوگوں کو ایک ایک کر کے گزارا گیا اور ان کے بارے میں پوچھا گیا، جب چور آیا تو وہ شخص خاموش رہا، اس طرح چور کی نشاندہی بھی ہو گئی اور قسم بھی نہ ٹوٹی۔ اس لئے کہ اس نے کسی کو چور کی خبر نہیں دی تھی۔ امام صاحب نے سارا چوری کردہ مال بھی چور سے واپس دلوادیا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان: ص ١٢٢

(قصہ ٦٤) ﴿امام ابوحنیفہ ؒ کی حیرت انگیز حاضر دماغی﴾

حضرت لیث بن سعد ؒ فرماتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ ؒ کا ذکر سنا کرتا تھا اور مشتاق ملاقات تھا ایک سال میں مکہ معظمہ میں تھا دیکھا کہ ایک شخص کے گرد لوگ جمع ہیں میں نے ایک شخص کو سنا کہ اس نے پکارا" اے امام ابوحنیفہ!" تب میں نے جانا کہ یہ وہی شخص ہیں ایک شخص نے آپ سے مسئلہ پوچھا کہ" میں بہت بڑا مالدار ہوں میرا ایک لڑکا ہے میں بہت بہت سارو پیہ خرچ کر کے اس کی شادی کر دیتا ہوں مگر وہ طلاق دے دیتا ہے میرا مال مفت میں ضائع ہو جاتا ہے تو کیا اس کی کوئی ترکیب ہے؟"

آپ نے فرمایا" اس کو باندیوں کے بازار میں لے جاؤ اور جسے وہ پسند کرے اسے خرید لو، پھر اس کی شادی اس باندی سے کر دو، پھر اگر طلاق بھی دے گا تو وہ تمہاری باندی ہو کر رہے گی وہ اگر آزاد کرے گا اس کا حق نافذ نہ ہوگا اس لئے کہ وہ تمہاری مملوک ہے"

حضرت لیث بن سعد ؒ نے کہتے ہیں" بخدا مجھے ان کا جواب اس قدر تعجب خیز نہ ہوا جس قدر ایسے مشکل مسئلے کا فوراً جواب دینا پسند آیا"

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:١٢٥

(قصہ ٦٥) ﴿آئے تھے ان کو ڈھونڈنے خود سے بے خبر گئے﴾

ایک مرتبہ آپ کے ایک دشمن نے آپ سے کہا کہ آج منصور کے دربار میں آپ کو قتل کروا دوں گا۔ پھر اس نے منصور کے سامنے امام ابوحنیفہ ؒ سے پوچھا" اے ابوحنیفہ! ایک شخص ہم میں سے منصور کو امیر المؤمنین کہتا ہے کچھ لوگ اس کی گردن مارنے کا حکم دیتے ہیں، میں نہیں جانتا ہوں اس کا کیا سبب ہے کیا ان کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟"

آپ نے فرمایا" امیر المؤمنین حق حکم دیتے ہیں یا باطل"

اس نے کہا" حق کا حکم دیتے ہیں"

آپ نے فرمایا" حق کو نافذ کرو جہاں تک ہو سکے اور اس کی وجہ دریافت کرنا فضول ہے"

امام ابوحنیفہ ؒ نے اس ترکیب کے ذریعہ خود کو اس کے شر سے بچالیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے" اس شخص نے چاہا تھا کہ مجھے باندھ لے مگر میں نے اس کو جکڑ ڈالا"

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:١٢٧

(قصہ ٦٦) ﴿چور کے سر میں پر﴾

ایک مرتبہ آپ کے پڑوسی کا مور چوری ہو گیا، اس نے آپ کے پاس شکایت کی آپ نے فرمایا" فی الحال تم خاموش رہو، پھر دیکھیں گے"

جب آپ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے اور سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا" کیا ایسا آدمی حیا نہیں کرتا جس نے اپنے پڑوسی کا مور چوری کیا ہے اور پھر اس حال میں نماز پڑھنے آ گیا ہے کہ مور کا پر اس کے سر میں ہے" حالانکہ اس کے سر میں کسی قسم کا پر نہ تھا۔

یہ سن کر ایک شخص نے چپکے سے اپنا سر صاف کرنے کے لئے ہاتھ پھیرا، آپ نے

اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ''اے شخص! اس کا مور اسے واپس کر دے'' اس پر اس نے اپنی غلطی کا اقرار کیا اور مور واپس کر دیا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱۲۷

(قصہ ۶۷) ﴿امام اعمش رحمہ اللہ کی مشکل کا حل﴾

مشہور محدث حضرت اعمش رحمہ اللہ سے ان کی تیز مزاجی کی وجہ سے لوگ پریشان تھے۔ ایک مرتبہ ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے اپنی بیوی کی طلاق کی قسم کھائی کہ اگر آپ کی بیوی آپ کو آٹے کے ختم ہو جانے کی خبر دے یا لکھ کر بتائے یا پیغام بھیجے یا دوسرے شخص سے اس غرض سے ذکر کرے کہ وہ شخص آپ سے اس کا تذکرہ کرے یا اس کے بارے میں اشارہ کرے تو اس کو طلاق ہے۔

اس معاملہ میں آپ کی بیوی بہت پریشان ہوئیں تو کسی نے ان سے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیجیے تب وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اس واقعہ کو عرض کیا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ''جب آٹے کا تھیلا خالی ہو جائے تو اسے ان کی نیند کی حالت میں ان کے کپڑوں سے باندھ دیجیے گا جب بیدار ہوں گے اس کو دیکھیں گے اور آٹے کا ختم ہونا ان کو معلوم ہو جائے گا''

انہوں نے ایسا ہی کیا تو حضرت اعمش رحمہ اللہ آٹے کے ختم ہونے کو سمجھ گئے اور کہنے لگے ''خدا کی قسم یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حیلوں میں سے ہے آپ زندہ ہیں تو ہم کیسے فلاح پائیں گے، آپ تو ہماری عورتوں کے سامنے ہمیں رسوا کرتے ہیں کہ ان کو ہمارا عاجز ہونا اور ہماری سمجھ کا ضعف دکھاتے ہیں''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱۲۸

(قصہ ۶۸) ﴿رمضان میں بیوی سے صحبت!!!﴾

ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے رمضان شریف کے دن میں ہم بستر ہوگا۔ لوگوں کو اس کی خلاصی میں سخت تردد ہوا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا ''یہ تو آسان ہے رمضان شریف میں اپنی بیوی کو لے کر سفر کرے اور دوران سفر اس سے ہم بستری کر لے''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱۲۸

سفر میں آدمی کو رمضان کا روزہ چھوڑنے کی اجازت ہوتی ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اس فرمان کا منشا یہ تھا کہ سفر پہ جائے اور روزہ نہ رکھے، پھر اپنی بیوی سے صحبت کر لے، وہ رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے صحبت کر لے گا اور اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔

(قصہ ۶۹) ﴿سب سے قوی کون؟﴾

ایک مرتبہ آپ سے کسی رافضی نے پوچھا ''سب لوگوں سے زیادہ قوی کون ہے؟'' آپ نے فرمایا ''ہمارے نزدیک تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ انہوں نے جان لیا کہ خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حق ہے تو اس کو ان کے سپرد کر دیا اور تم لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ قوی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں جنہوں نے بقول تمہارے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کو جبراً چھین لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے لے نہ سکے'' یہ جواب سن کر وہ رافضی لاجواب ہو گیا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱۲۹

(قصہ ۷۰) ﴿تین طلاق کا اہم مسئلہ﴾

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ ایک شخص نے کہا ''آج اگر جنابت کا غسل کروں تو میری بیوی کو تین طلاق'' پھر کہا ''اگر آج کے دن کوئی نماز چھوڑوں تو میری بیوی کو تین طلاق'' پھر کہا ''آج بیوی سے ہم صحبت نہ ہوں تو اسے تین طلاق'' وہ شخص کیا

کرے اور اس کی خلاصی کی کیا صورت ہے؟"

آپ نے فرمایا "وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر اپنی بیوی سے ہم بستر ہو، آفتاب غروب ہونے پر غسل کرے اور مغرب اور عشاء کی نماز اپنے وقت پر ادا کرے۔ اس کی قسم پوری ہو جائے گی"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:۱۲۸

(قصہ۷۱) ﴿دو انوکھے سوال﴾

ایک شخص نے آپ سے پوچھا "ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر تھی اس نے کہا کہ اگر تو چڑھے تو تجھے طلاق ہے اور اگر تو اترے تو تجھے طلاق ہے اب وہ شخص کیا کرے۔ آپ نے فرمایا وہ سیڑھی پر چڑھی ہوئی ہو اور سیڑھی اتار لی جائے یا بغیر اس کے ارادہ کے کوئی شخص اسے اٹھا کر زمین پر رکھ دے"

دوسرا سوال یہ کیا کہ ایک شخص کی بیوی کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ تھا اس نے کہا کہ تو اگر اسے پئے یا بہائے یا رکھے یا کسی شخص کو دے تو تجھے طلاق ہے اس صورت میں عورت کیا کرے تا کہ طلاق نہ پڑے امام ابوحنیفہ ؒ فرمایا کہ اس میں کوئی کپڑا ڈال کر پانی کو سکھا دے۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:۱۳۰

(قصہ۷۲) ﴿اگر میں قیاس کرتا تو یوں کہتا......﴾

امام ابوحنیفہ ؒ مدینہ طیبہ میں حضرت محمد بن حسن بن علی ؓ کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے فرمایا آپ میرے جد امجد ﷺ کے احادیث کی قیاس سے مخالفت کرتے ہیں آپ نے فرمایا "معاذ اللہ! آپ تشریف رکھیں اس لئے کہ آپ کے لئے عظمت ہے جس طرح آپ کے جد کریم ﷺ کے لئے عظمت ہے"

محمد بن حسن تشریف فرما ہوئے، امام ابوحنیفہ ؒ ان کے سامنے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہوئے اور پوچھا "مرد ضعیف ہے یا عورت؟"

انہوں نے فرمایا "عورت"

آپ نے پوچھا "میراث میں عورت کا حصہ کس قدر ہے؟"

فرمایا "مرد کے حصہ کا آدھا"

امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا "اگر میں قیاس سے کہتا تو اس کے برعکس حکم دیتا"

پھر پوچھا "نماز افضل ہے یا روزہ؟"

انہوں نے فرمایا "نماز"

آپ نے کہا "اگر میں قیاس سے حکم لگاتا تو حائضہ کو نمازوں کی قضاء کا حکم دیتا نہ کہ روزوں کی قضاء کا"

پھر پوچھا "پیشاب زیادہ ناپاک ہے یا منی؟"

انہوں نے فرمایا "پیشاب"

آپ نے فرمایا "اگر میں قیاس کو مقدم رکھتا تو پیشاب سے وجوب غسل کا حکم دیتا نہ کہ منی سے"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص:۱۳۱

(قصہ۷۳) ﴿کوفی کی مشکل اور اس کا حل﴾

ایک مسافر اپنی نہایت ہی خوبصورت بیوی کو لے کر کوفہ پہنچا، اس عورت پر ایک کوفی عاشق ہو گیا، اور وہ عورت بھی اس کوفی شخص کی طرف راغب ہونے لگی، بعد ازاں اس کوفی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور بیوی بھی اپنے شوہر کی مخالفت کرنے لگی۔ شوہر اس بات سے عاجز ہوا کہ اپنا نکاح اس عورت سے ثابت کرے، یہ مسئلہ امام ابوحنیفہ ؒ کے روبرو پیش ہوا۔

امام ابوحنیفہ ؒ، قاضی ابن ابی لیلیٰ اور کچھ علماء نے سفر کیا اور شوہر کے مکان پر گئے اور چند عورتوں کو وہاں جانے کے لئے فرمایا، ان سب کو دیکھ کر اس کا کتا بھونکنے لگا اس کے بعد اس عورت سے جانے کو کہا اس کو دیکھ کر کتا دم ہلاتا ہوا اس کے آگے پیچھے چلنے لگا" امام ابوحنیفہ ؒ نے فرمایا "حق واضح ہو گیا" اس صورتحال کو دیکھ کر اس عورت

نے بھی نکاح کا اقرار کرلیا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١٣٢

(قصہ ٧٤)﴿پسندیدہ چیز﴾

ایک مرتبہ ایک شخص نے دوسرے کو ایک ہزار دنانیر پر مشتمل ایک تھیلی دی اور اسے یہ وصیت کی ''جب میرا لڑکا بڑا ہو تو اس میں سے جو تجھے پسند ہو اس کو دے دینا''

جب وہ لڑکا جوان ہوا تو اس شخص نے اس کو خالی تھیلی دے دی اور سب اشرفیاں رکھ لیں۔ لڑکا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ آپ نے اس شخص کو بلایا اور فرمایا ''تیرے ذمے سارے کے سارے دینار اس کے حوالے کرنا ضروری ہیں۔ اس لئے کہ وہی تجھے محبوب ہیں کیونکہ تو نے اسی کو روکا ہے جو تجھے پسند ہیں کیونکہ ہر شخص اسی کو رکھتا ہے جو اس کو پسند ہوتا ہے اور ناپسندیدہ دے دیتا ہے''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١٣٥

(قصہ ٧٥)﴿امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظرافت﴾

امام صاحب اگرچہ نہایت ثقہ، متین باوقار تھے، تاہم ذہانت کی شوخیاں کبھی کبھی ظرافت کا رنگ دکھاتی تھیں۔ ایک دن اصلاح بنوا رہے تھے، حجام سے کہا ''سفید بالوں کو چن لینا'' اس نے عرض کیا ''جو بال چنے جاتے ہیں اور زیادہ نکلتے ہیں'' امام صاحب نے فرمایا ''یہ قاعدہ ہے تو سیاہ بالوں کو چن لو کہ اور زیادہ نکلیں'' قاضی شریک نے یہ حکایت سنی تو کہا ''ابوحنیفہ نے تو حجام کے ساتھ بھی قیاس کو نہ چھوڑا''

سیرۃ النعمان، ص:٨٦

(قصہ ٧٦)﴿امام صاحب کی قیافہ شناسی﴾

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے محلے میں ایک پنہارا رہتا تھا جو نہایت متعصب شیعہ تھا۔ اس کے پاس دو خچر تھے، تعصب سے ایک کا ابوبکر اور دوسرے کا عمر نام رکھا تھا۔ اتفاق سے

ایک خچر نے ایسی لات ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ اسی زخم سے مر گیا۔ محلہ میں اس کا چرچا ہوا۔ امام صاحب نے سنا تو کہا ''دیکھنا اسی خچر نے مارا ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا'' لوگوں نے دریافت کیا تو واقعی ایسا ہی ہوا تھا۔

سیرۃ النعمان، ص:٨٦

(قصہ ٧٧)﴿دشمن سے بھلائی﴾

آپ کے پڑوس میں ایک موچی رہتا تھا جب نشہ میں ہوتا تو یہ شعر گاتا:

اضاعونی وای فتی اضاعوا
لیوم کریهة و سداد ثغر

''لوگوں نے مجھ کو ہاتھ سے کھو دیا اور کیسے بڑے شخص کو کھویا جو
لڑائی اور رخنہ بندی کے دن کام آتا ہے''

ایک رات اس کی آواز نہ آئی، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس کو چوکیدار پکڑ کر لے گئے ہیں۔ آپ امیر کے پاس تشریف لے گئے اور اس کی سفارش کی، امیر نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کی اور اس موچی کو چھوڑنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ وہ تمام لوگ بھی جو اس شب میں پکڑے گئے تھے سب چھوڑ دیئے گئے۔ آپ واپس تشریف لائے اور موچی آپ کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا ''اے شخص! کیا میں نے تجھے ضائع کیا؟''

اس نے کہا ''نہیں بلکہ حضور نے میری حفاظت کی اور خیال رکھا، اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے''

پھر اس موچی نے تہہ دل سے توبہ کی اور ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہنے لگا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دین کی سمجھ اور اسلام کا علم عطا فرما دیا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١٣٨

(قصہ ۷۸) ﴿ایک دہریہ سے مناظرہ﴾

دنیا میں جو بے خبر ہے پروردگار سے
زندہ ہے شاید اپنے ہی وہ اختیار سے

ایک ملحد مادہ پرست خلیفہ ہارون رشید کے پاس آیا اور کہا ''اے امیرالمومنین! تیرے عہد کے علماء مثلاً ابوحنیفہ نے اس پر اتفاق کیا کہ اس دنیا کا کوئی خالق ضرور ہے، ان میں سے جو عالم و فاضل ہوا سے یہاں ضرور حاضر ہونے کا حکم دے تاکہ میں تیرے سامنے اس سے بحث کروں کہ دنیا کا بنانے والا کوئی نہیں۔

ہارون الرشید نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پیغام بھیجا اور کہا ''اے تمام مسلمانوں کے امام! آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہمارے ہاں ایک مادہ پرست آیا ہوا ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ دنیا کا صانع کوئی نہیں اور وہ آپ کو مناظرے کی دعوت دیتا ہے''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ظہر کے بعد جاؤں گا۔ وقت مقررہ پر خلیفہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کیا، آپ کو ساتھ لایا اور بلند مقام پر جگہ دی۔ امرا و رؤسا دربار میں جمع ہوئے، ملحد نے کہا ''اے ابوحنیفہ! آپ نے آنے میں دیر کیوں کر دی؟''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''مجھے ایک عجیب بات درپیش آئی۔ اس لئے دیر ہوگئی۔ وہ یہ کہ میرا گھر دریائے دجلہ کے اس پار ہے۔ میں اپنے گھر سے نکلا اور دجلہ کے کنارے آیا تاکہ اسے عبور کروں۔ میں نے دجلہ کے کنارے ایک پرانی اور شکستہ کشتی دیکھی، جس کے تختے بکھر چکے تھے، جونہی میری نگاہ اس پر پڑی تختوں میں اضطراب پیدا ہوا، پھر انہوں نے حرکت کی اور اکٹھے ہو گئے۔ ایک حصہ دوسرے کے ساتھ پیوست ہو گیا اور بغیر کسی بڑھئی کے سالم کشتی تیار ہوگئی، میں اس کشتی پر بیٹھا، پانی عبور کیا اور یہاں آ گیا''

ملحد نے کہا ''اے رئیسو! جو کچھ تمہارا پیشوا اور امام تمہارے عہد کا افضل انسان کہہ رہا ہے اسے کیا تم نے اس سے زیادہ جھوٹ بات کبھی سنی ہے۔ یہ تو خالص جھوٹ ہے جو تمہارے فاضل تر عالم سے ظاہر ہوا ہے''

یہ سن کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مخاطب ہوئے اور فرمایا ''تمہارا کیا خیال ہے میں غلط کہہ رہا ہوں؟''

ملحد نے کہا ''جی ہاں! کیا غلط نہیں تو یہ صحیح ہے کہ کشتی بغیر بنانے والے کے جائے۔ آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا''

امام اعظم نے فرمایا ''سن اے کافر مطلق! اگر کسی کارندے اور بڑھئی کے بغیر کشتی حاصل نہیں کی جا سکتی، کیسے ممکن ہے کہ اس قدر عظیم نظام دنیا بغیر کسی خالق کے وجود میں آ جائے اور بغیر کسی چلانے والے کے چل سکے۔ تو صانع کی نفی کا کیسے قائل ہو گیا؟''

مخزن اخلاق، ص: ۱۱۷

فلسفی کی بحث کے اندر اللہ ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

(قصہ ۷۹) ﴿امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی﴾

قیصر روم نے ایک دفعہ خلیفہ منصور کے پاس اپنا وزیر اس غرض سے بھیجا کہ وہاں کے علماء وفضلاء کو جمع کر کے ان سے تین سوالات دریافت کرے۔ اگر وہ ان کے مسکت اور تسلی بخش جواب دے دیں تو ٹھیک ورنہ خلیفہ کو کہنا کہ آئندہ خراج ادا کرنا ہوگا۔

خلیفہ منصور نے دربار لگایا اور علماء کو جمع کیا ان میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ رومی وزیر منبر پر بیٹھا اور اپنے سوال پیش کیے۔ مختلف اصحاب علم نے جواب دیئے مگر بات فیصلہ کن مرحلے تک نہ پہنچ سکی۔ آخر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جوابات دینے کی اجازت حاصل کی۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (رومی وزیر سے) تم اس وقت سائل کی حیثیت میں ہو اور میں مجیب (جواب دینے والا) پس منبر پر بیٹھنا سائل کا نہیں بلکہ مجیب کا منصب ہے۔

خلیفہ: ہاں یہ بات بہت درست ہے۔

اس پر رومی وزیر منبر سے اتر آیا اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس جگہ اطمینان سے بیٹھ گئے۔ اس ڈرامائی صورت واقعہ سے مجلس کا ماحول تبدیل ہو گیا۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: (رومی وزیر سے) اب اپنے سوالات پیش کرو۔

رومی وزیر: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ خدا سے پہلے کیا چیز تھی؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: تم ایک، دو، تین، چار، پانچ کی گنتی تو جانتے ہو۔ ذرا یہ بتاؤ کہ ایک سے پہلے کون سا عدد ہے؟

رومی وزیر: ایک سے پہلے کوئی عدد نہیں۔ یہی سب سے پہلے ہے۔

امام ابوحنیفہ: تو پھر جب محض حسابی عدد ''ایک'' کا حال یہ ہے کہ اس سے پہلے کسی عدد کا تصور نہیں کیا جا سکتا تو خدا جو حقیقت میں واحد (ایک) ہے اس سے پہلے کوئی چیز کیسے ہو سکتی ہے؟

رومی وزیر: میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ خدا کا منہ کس طرف ہے؟

امام ابوحنیفہ: پہلے یہ بتاؤ کہ چراغ کی روشنی کا منہ کس طرف ہے؟

رومی وزیر: چاروں طرف۔

امام ابوحنیفہ: اب سوچو کہ آگ جو عارضی نور ہے جب اس کے لئے کوئی خاص سمت معین نہیں کی جا سکتی کہ اس کا منہ فلاں طرف ہے تو پھر اس اصلی نور یعنی خدا کے لئے کوئی خاص رخ کیوں کر معین ہو سکتا ہے۔

رومی وزیر: میرا تیسرا سوال یہ ہے کہ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ: اس وقت اس نے اپنے دوسرے کاموں کے ساتھ ایک کام یہ بھی انجام دیا ہے کہ اس نے تمہیں منبر سے اتار کر میرے سامنے کھڑا کر دیا ہے اور تمہاری جگہ مجھے منبر پر بٹھا دیا ہے۔

رومی وزیر ساکت ہو گیا اور اس کا سر جھک گیا۔ خلیفہ منصور اور مجمع علماء حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر جوابی اور نکتہ رسی پر حیران رہ گئے۔

گلہائے رنگارنگ: ص ۷۹، بحوالہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا از مفتی محبوب عالم

(قصہ ۸۰) ﴿نور بصیرت﴾

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے والد ابراہیم ان کے بچپن ہی میں انتقال کر گئے تھے، ان کی والدہ نے فکر معاش کی وجہ سے انہیں ایک دھوبی کے حوالے کر دیا، لیکن انہیں پڑھنے کا شوق تھا، یہ جا کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں بیٹھنے لگے۔ والدہ کو علم ہوا تو انہوں نے منع کیا، اور اسی بناء پر کئی روز امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں نہ جا سکے۔ ذہین اور شوقین طالب علم کی طرف استاذ کی توجہ طبعی بات ہے۔ جب کئی دن کے بعد وہ درس میں پہنچے تو امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غیر حاضری کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے درس کے بعد انہیں بلایا، ایک تھیلی حوالے کی جس میں سو درہم تھے۔ اور فرمایا کہ ''اس سے کام چلاؤ، اور جب ختم ہو جائیں تو مجھے بتانا'' حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کبھی مجھے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بتانے کی نوبت نہیں آئی کہ تھیلی ختم ہو چکی ہے، ہمیشہ جب پیسے ختم ہو جاتے، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود ہی مزید پیسے عطا فرما دیتے، جیسے انہیں ختم ہونے کا الہام ہو جاتا ہو۔

ان کی والدہ شاید یہ سمجھتی ہوں گی کہ یہ سلسلہ کب تک چل سکتا ہے؟ کوئی مستقل ذریعۂ معاش ہونا چاہیے۔ اس لئے ایک مرتبہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا یہ یتیم بچہ ہے میں چاہتی ہوں کہ کوئی کام سیکھ کر کمانے کے لائق ہو جائے۔ اس لئے آپ اسے اپنے درس میں شریک ہونے سے روک دیں۔ لیکن حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ''یہ تو پستے کے گھی میں فالودہ کھانا سیکھ رہا ہے'' والدہ نے اسے مذاق سمجھا اور چلی گئی۔

لیکن امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی علم کی بدولت وہ قدر و منزلت عطا فرمائی کہ میں قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے منصب تک جا پہنچا، اور اس دوران بکثرت خلیفۂ وقت ہارون رشید کے دستر خوان پر کھانا کھانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ ایک روز میں ہارون رشید کے پاس بیٹھا تھا کہ اس نے ایک پیالہ مجھے پیش کیا، اور بتایا کہ ''یہ بڑی خاص چیز ہے جو ہمارے لئے بھی کبھی کبھی بنتی ہے'' میں نے پوچھا

”امیر المومنین! یہ کیا ہے؟“ کہنے لگے کہ ”یہ پستے کے روغن میں بنا ہوا فالودہ ہے“ یہ سن کر مجھے حیرت کی وجہ سے ہنسی آ گئی۔ ہارون رشید نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو میں نے اسے سارا قصہ سنایا، وہ بھی حیرت زدہ رہ گیا، اور کہنے لگا:

”اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر رحم فرمائے، وہ اپنی عقل کی آنکھ سے
وہ کچھ دیکھتے تھے جو چشم سر سے نظر نہیں آ سکتا“

تاریخ بغداد (۱٤/۲٤٥)

(قصہ ۸۱) ﴿شاگردوں کی راحت کا خیال﴾

ولید بن قاسم فرماتے ہیں ”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سخاوتِ طبع کے مالک تھے اپنے شاگردوں کا خیال رکھتے اور ان کے ساتھ ہمدردی کا معاملہ فرماتے“

عصام فرماتے ہیں ”کسی شخص کو اپنے شاگردوں کا ایسا خیال نہ تھا جس طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو تھا حتیٰ کہ اگر کسی کے بدن پر مکھی بھی بیٹھتی تو اس کی ناگواری امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر محسوس ہوتی تھی کسی نے آپ کے ایک شاگرد کے متعلق بیان کیا کہ وہ اپنی چھت پر سے گر گیا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے زور سے چیخ ماری جس کو تمام مسجد والوں نے سنا اور گھبرائے ہوئے ننگے پاؤں کھڑے ہوئے پھر روئے اور فرمایا ”اگر اس مصیبت کا اٹھا لینا میرے لئے ممکن ہوتا تو میں اس کو ضرور اٹھا لیتا“ اور تا صحت روزانہ صبح و شام ان کی عیادت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔

الخيرات الحسان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص: ۱۳۹

(قصہ ۸۲) ﴿پیکرِ حلم و صبر﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی اور بہت برا بھلا کہا، آپ نے اس کی طرف التفات نہ فرمایا اور نہ اپنے کلام کو منقطع کیا بلکہ اپنے شاگردوں کو اس کی طرف متوجہ ہونے سے منع فرمایا، جب آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے وہ بھی آپ کے ساتھ ہو لیا، آپ کے گھر کے دروازے تک گیا آپ وہاں کھڑے

ہو گئے اور فرمایا ”یہ میرا گھر ہے اگر تیری گالیاں کچھ باقی رہ گئی ہوں تو ان کو تمام کر دے یہاں تک کہ تیرے دل میں کچھ باقی نہ رہے“ یہ سن کر وہ شخص شرمندہ ہوا اور آئندہ ایسی حرکت سے توبہ کر لی۔

دوسرے قصہ میں ہے کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہو لیا جب آپ اندر تشریف لے گئے پھر بھی گالی گفتہ بکتا رہا، کسی نے اس کو کچھ جواب نہ دیا تو کہنے لگا ”کیا مجھے کتا سمجھتے ہو؟“ اندر سے آواز آئی ”ہاں“

الخيرات الحسان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص: ۱٤۰

(قصہ ۸۳) ﴿مقتدائے وقت﴾

علامہ جرجانی فرماتے ہیں کہ میرے سامنے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک جوان نے سوال کیا آپ نے اس کا جواب دیا اس نے کہا ”آپ نے غلطی کی“ میں نے حاضرین بارگاہ سے کہا ”سبحان اللہ آپ لوگ ایسے مقتدائے وقت کی عزت نہیں کرتے“ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”انہیں چھوڑ دیجئے، میں نے خود انہیں اس کا عادی کیا ہے“

الخيرات الحسان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص: ۱٤۱

(قصہ ۸٤) ﴿کردار کا غازی﴾

ایک مرتبہ ہارون رشید نے امام ابو یوسف سے کہا ”آپ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علیہ الرحمۃ کے اوصاف بیان فرمایئے“ آپ نے فرمایا ”اے امیر المومنین! اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿مَا يَلْفِظُ مِن قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ﴾ ق: ۱۸
”کوئی بات منہ سے نہیں نکالنے پاتا مگر ایک نگہبان اس کے پاس تیار ہے“

اس کے بعد فرمایا:

”میرا علم ان کے متعلق یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ محارم الٰہی سے

سخت پرہیز فرماتے، غایت درجہ پرہیزگار تھے، بغیر علم کے دین کی باتوں میں کچھ نہ فرماتے، اس بات کو لازم پکڑتے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ ہو، اپنے زمانے کے دنیا داروں سے الگ تھلگ رہتے ان کی دنیاوی عزت میں ہمسری کا خیال نہ لاتے، زیادہ تر خاموش رہتے۔ علمی باتوں میں ہمیشہ غور و فکر فرماتے، فضول گو نہ تھے، جب کوئی مسئلہ آپ سے پوچھا جاتا اگر معلوم ہوتا تو جواب دیتے اور ٹھیک جواب دیتے اور اگر نہ معلوم ہوتا تو قیاس فرماتے اور اس کا اتباع فرماتے اور اپنے نفس اور دین کو بچاتے، علم اور مال کو بہت خرچ فرماتے، اپنی ذات کے سوا تمام لوگوں سے مستغنی تھے، کبھی طمع کی طرف مائل نہیں ہوئے غیبت سے بہت دور رہتے، کسی کو بھلائی کے سوا یاد نہ فرماتے“

ہارون رشید نے یہ سن کر کہا: ”اچھوں کے یہی اخلاق ہیں“

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱٤۲

(قصہ ۸۵) ﴿امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور والدہ کی خدمت﴾

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے والد امام صاحب کے سن رشد سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے، لیکن والدہ مدت تک زندہ رہیں اور امام صاحب کو ان کی خدمت گزاری کا کافی موقع ملا۔ وہ مزاج کی شکی تھی اور جیسا کہ عورتوں کا مزاج ہے واعظوں اور قصہ گویوں کے ساتھ نہایت عقیدت رکھتی تھیں، کوفہ میں ”عمرو بن ذر“ ایک مشہور واعظ تھے، ان کے ساتھ خاص عقیدت تھی، کوئی مسئلہ پیش آتا تو امام صاحب کو حکم دیتیں کہ عمرو بن ذر سے پوچھ کر آؤ۔ امام صاحب تعمیل ارشاد کے لئے ان کے پاس جا کر مسئلہ پوچھتے۔ وہ عذر کرتے کہ آپ کے سامنے میں کیا زبان کھول سکتا ہوں۔ امام صاحب فرماتے کہ والدہ کا یہی حکم ہے۔ اکثر ایسا ہوتا کہ عمرو کو مسئلہ کا جواب نہ آتا۔ امام صاحب رحمہ اللہ سے درخواست کرتے

کہ آپ مجھ کو بتادیں میں اسی کو آپ کے سامنے دہرادوں گا۔

کبھی کبھی اصرار کرتیں کہ میں خود چل کر پوچھوں گی، خچر پر سوار ہوتیں، امام صاحب پاپیادہ ساتھ ہوتے، خود مسئلہ کی صورت بیان کرتیں اور اپنے کانوں سے جواب سن لیتیں تب تسکین ہوتی۔ ایک دفعہ امام صاحب سے پوچھا یہ صورت پیش آئی ہے، مجھ کو کیا کرنا چاہئے، امام صاحب نے جواب بتایا۔ بولیں ”تمہاری سند نہیں، زرقہ واعظ تصدیق کریں تو مجھے اعتبار آئے گا“

امام صاحب ان کو لے کر زرقہ کے پاس گئے اور مسئلہ کی صورت بیان کی۔ زرقہ نے کہا آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، آپ کیوں نہیں بتادیتے۔ امام صاحب نے فرمایا میں نے یہ فتویٰ دیا تھا، زرقہ نے کہا بالکل صحیح ہے۔ یہ سن کر ان کو تسکین ہوئی اور گھر واپس آئیں۔

سیرۃ النعمان، ص:۶۳

(قصہ ۸۶) ﴿چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا﴾

منصور نے کئی دفعہ آپ کو تیس ہزار درہم دیئے، ایک مرتبہ آپ نے فرمایا ”اے امیر المومنین میں بغداد میں اجنبی ہوں، میرے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں اور میرے یہاں کوئی محفوظ جگہ نہیں ہے انہیں بیت المال میں رکھوا دیجئے“ خلیفہ منصور نے اس کو منظور کرلیا۔ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا وصال ہوگیا تو بیت المال سے لوگوں کی امانتیں نکالی گئیں، دیکھا گیا تو منصور کی عطا کردہ تمام کی تمام رقم جوں کی توں پڑی تھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اسے ہاتھ تک نہ لگایا، یہ دیکھ کر منصور نے کہا ”امام تو میرے ساتھ ہوشیاری کا معاملہ کرگئے“ (یعنی اس ترکیب سے میری تمام رقم مجھے واپس کردی)

اسی طرح کا ایک واقعہ مصعب رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے آپ کو دس ہزار درہم عطا کرنے کا اعلان کیا، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سوچا اگر اس کو واپس کرتا ہوں تو ناخوش ہوگا اور اگر قبول کرتا ہوں تو یہ مجھے ناپسند ہے، آخر انہوں نے مجھ

سے مشورہ کیا، میں نے کہا'' یہ مال خلیفہ کی نگاہ میں بہت زیادہ ہے جب اس کے لینے کو آپ کو بلائے تو فرمایئے کہ مجھے امیر المومنین سے اتنے کم مال کی امید نہ تھی''

چنانچہ جب خلیفہ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے لینے کے لئے بلایا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے وہی فرمایا منصور کو یہ خبر پہنچی تو اس نے بخشش کو روک لیا۔

حضرت مصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں''اس کے بعد امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہر معاملہ میں مجھ سے مشورہ کیا کرتے تھے''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١٤٥

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچا بادشاہوں میں ہے تیری بے نیازی کا

(قصہ ٨٧) ﴿بادشاہ کو نصیحت﴾

ایک مرتبہ خلیفہ منصور نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ'' آپ میرے پاس اکثر کیوں نہیں تشریف لایا کرتے ؟''فرمایا'' میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بنا پر آپ کا قرب اختیار کروں پھر اگر آپ اپنا مقرب بنائیں گے تو فتنہ میں ڈالیں گے اور اگر دور کریں گے رسوا کریں گے''

ایک مرتبہ آپ نے امیر کوفہ سے فرمایا:

''سلامتی کے ساتھ روٹی کا ایک ٹکڑا، ایک پیالہ پانی، ایک کپڑا پوستین کا بہتر ہے، ایسی نعمتوں میں عیش کرنے سے جس کے بعد ندامت ہو''

جب کوئی آپ کے پاس لوگوں کی بات بیان کرتا تو فرماتے:

''ایسی باتوں سے پرہیز کرو جن کو لوگ ناپسند کرتے ہوں جو شخص میری برائی بیان کرے اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے اور جو شخص میرے حق میں کلمہ خیر کہے اللہ تعالیٰ اسے نیک اجر عطا فرمائے۔ دین

میں تفقہ حاصل کرو اور لوگوں کو اس حال پر چھوڑ دو جو انہوں نے اپنے لئے پسند کیا ہے اللہ تعالیٰ انہیں تمہارا احتیاج بنائے گا جس کے نزدیک اس کا نفس معظم ہوگا دنیا اور اس کی تمام سختیاں اس کے نزدیک ذلیل ہوں گی جو شخص تیری بات کاٹے اسے کسی قابل مت گن اس لئے کہ وہ علم و ادب کا دوست دار نہیں۔ اپنے دوست (یعنی نفس) کے لئے گناہ اور اپنے غیر (یعنی وارث) کے مال مت جمع کر''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١٥١

(قصہ ٨٨) ﴿انہیں دیکھے کوئی میری نظر سے﴾

کسی شخص نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے اس کا جواب دیا اس پر کسی نے کہا یہ شہر کوفہ ہمیشہ امن کے ساتھ رہے گا جب تک آپ تشریف فرما ہیں آپ نے اس پر یہ شعر پڑھا:

خلت الديار فسدت غير مسود
ومن العناءِ تفردي بالسودد

''دنیا سرداروں سے خالی ہوگئی اور مجھے سردار بنا دیا گیا، میرا سردار بنایا جانا انتہائی درجہ کا ظلم اور مشقت ہے''

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:١٥٢

(قصہ ٨٩) ﴿بیٹے کو نصیحت﴾

ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے آپ نے ان کا کپڑا پکڑ کر ان کو ہٹایا اور کسی دوسرے کو آگے بڑھایا، گھر جا کر آپ کے بیٹے حماد نے عرض کی حضرت آپ مجھے رسوا فرمانا چاہتے ہیں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نہیں بلکہ خود تم نے اپنے آپ کو رسوا کرنا چاہا تھا تو میں نے منع کیا کیونکہ اگر تم نماز پڑھاتے اور کوئی شخص کہتا ان کے پیچھے جو نماز پڑھی ہے دہراؤ تو یہ واقعہ کتابوں میں لکھا

جاتا اور قیامت تک عار وننگ کا باعث ہوتا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱۵۲

(۹۰) ﴿امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی اور بے باکی﴾

ایک مرتبہ خلیفہ منصور اور حرہ خاتون (منصور کی بیوی) میں کچھ شکر رنجی ہوگئی تھی، خاتون کو شکایت تھی کہ خلیفہ عدل نہیں کرتا، منصور نے کہا کسی کو منصف قرار دو، اس نے امام صاحب کا نام لیا، اسی وقت طلبی کا فرمان گیا، خاتون پردہ کے قریب بیٹھی کہ امام صاحب جو فیصلہ کریں خود اپنے کانوں سے سنے۔

منصور نے پوچھا ''شرع کی رو سے مرد کتنے نکاح کرسکتا ہے''

امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''چار''

منصور خاتون کی طرف مخاطب ہوا کہ سنتی ہو۔ پردہ سے آواز آئی کہ ہاں سنا۔

امام صاحب نے منصور کی طرف خطاب کر کے کہا ''مگر یہ اجازت اس شخص کے لئے خاص ہے جو عدل پر قادر ہو، ورنہ ایک سے زیادہ نکاح کرنا اچھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾

''اگر تمہیں خوف ہو کہ بیویوں کے درمیان عدل نہ کرسکو گے تو نکاح میں ایک ہی عورت رکھو''

یہ سن کر منصور چپ ہوگیا۔

امام صاحب گھر آئے تو ایک خادم پچاس ہزار درہم کے توڑے لئے ہوئے حاضر ہوا کہ خاتون نے نذر بھیجی ہے اور کہا ہے کہ ''آپ کی کنیز آپ کو سلام کہتی ہے اور آپ کی حق گوئی کی نہایت مشکور ہے''

امام صاحب نے روپے واپس کردیئے اور خادم سے فرمایا کہ جا کر خاتون سے کہہ دینا ''میں نے جو کچھ کہا کسی غرض سے نہیں کہا بلکہ میرا فرض منصبی تھا''

سیرۃ النعمان،ص:۵۸

(قصہ۹۱) ﴿ہم عصر علماء کا احترام﴾

امام سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں کچھ شکر رنجی تھی، ایک شخص نے امام صاحب سے آکر کہا کہ سفیان آپ کو برا کہہ رہے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''خدا میری اور سفیان دونوں کی مغفرت کرے! سچ یہ ہے کہ ابراہیم نخعی کے موجود ہوتے ہوئے بھی اگر سفیان دنیا سے اٹھ جاتے تو مسلمانوں کو سفیان کے مرنے کا ماتم کرنا پڑتا''

سیرۃ النعمان،ص:۶۱

(قصہ۹۲) ﴿حج کے سفر کا ایک واقعہ﴾

ایک بار سفر حج میں عبداللہ سہمی کا ساتھ ہوا۔ کسی منزل میں ایک بدوی نے ان کو پکڑا اور امام صاحب کے سامنے لایا کہ اس پر میرے روپے آتے ہیں اور یہ ادا نہیں کرتا۔ امام صاحب نے پوچھا آخر کتنے درہموں پر یہ جھگڑا ہے۔ اس نے کہا چالیس درہم۔ آپ نے حیران ہو کر فرمایا کہ زمانہ سے حمیت اٹھ گئی، اتنے معاملہ پر یہ فضیحتی! پھر کل درہم اپنے پاس سے ادا کردیئے۔

سیرۃ النعمان،ص:۶۰

(قصہ۹۳) ﴿امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک انوکھا مناظرہ﴾

ایک دن بہت سے لوگ جمع ہو کر آئے کہ قراءۃ خلف الامام کے مسئلہ میں امام صاحب سے گفتگو کریں۔ امام صاحب نے کہا ''اتنے آدمیوں سے میں تنہا کیوں کر بحث کرسکتا ہوں، البتہ یہ ہوسکتا ہے کہ آپ اس مجمع میں سے کسی کو انتخاب کرلیں، جو سب کی طرف سے اس خدمت کا کفیل ہو اور اس کی تقریر پورے مجمع کی تقریر سمجھی جائے''

لوگوں نے اس بات کو منظور کرلیا۔ امام صاحب نے کہا ''آپ نے یہ تسلیم کیا تو بحث کا خاتمہ بھی ہوگیا، آپ نے جس طرح ایک شخص کو سب کی طرف سے بحث کا مختار

کر دیا اسی طرح امام نماز میں تمام مقتدیوں کی طرف سے قراءۃ کا کفیل ہے۔

سیرۃ النعمان، ص:۷۰

اس کا یہ مطلب نہیں کہ امام صاحب نے ایک شرعی مسئلہ کو صرف عقلی طور پر طے کر دیا۔ بلکہ حقیقت میں یہ اس حدیث کی تشریح ہے جس کو خود امام صاحب صحیح سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ تک پہنچایا ہے:

((من صلى خلف الإمام فقرائة الإمام قرأة له))

''جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأۃ بھی اس کی قرأۃ ہے''

سنن البیهقی (۱۱۲/۲)، رقم: ۳۰۱۱، الموطا للإمام محمد (۱۹٤/۱)، رقم: ۱۱۷

(قصہ۹۴) ﴿ایک خارجی سے گفتگو﴾

ایک دفعہ ضحاک خارجی جو خارجیوں کا ایک مشہور سردار تھا اور بنو امیہ کے زمانے میں کوفہ پر قابض ہو گیا تھا۔ امام صاحب کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ ''توبہ کرو'' انہوں نے پوچھا ''کس بات سے؟'' ضحاک نے کہا ''تمہارا عقیدہ ہے کہ علی ؓ نے معاویہ کے جھگڑے میں ثالثی مان لی تھی، حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالث ماننے کے کیا معنی''

امام صاحب نے فرمایا ''اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر حق منظور ہے تو مجھ کو تقریر کی اجازت دو''

ضحاک نے کہا ''میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں''

امام صاحب نے فرمایا ''اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج؟''

ضحاک نے کہا ''ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیں''

چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریقوں کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے۔ امام صاحب نے فرمایا ''یہی تو حضرت علی ؓ نے بھی کیا تھا، پھر ان پر کیا الزام ہے''

ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکا اٹھ کر چلا آیا۔

سیرۃ النعمان، ص:۷۰

(قصہ۹۵) ﴿امام ابوحنیفہ ؒ کی بہادری﴾

ربیع فرماتے ہیں کہ بنی امیہ کے آخری بادشاہ مروان بن محمد کے والی عراق یزید بن عمرو بن ہیرہ نے مجھے امام ابوحنیفہ ؒ کو بلانے کے لئے بھیجا کہ ان کو بیت المال کا ناظم و نگران مقرر کرے آپ نے اس سے انکار فرمایا اس نے اس پر آپ کو کوڑے مارے۔

مفصل واقعہ یہ ہے کہ بنی امیہ کے جانب سے عراق کا ولی ابن ہیرہ تھا، جب عراق میں فتنہ و فساد کا ظہور ہوا اس نے فقہاء عراق کو جمع کر کے اپنے کام کا ایک ایک حصہ ایک ایک کے سپرد کیا، امام ابوحنیفہ ؒ کو بلا بھیجا کہ ان کے پاس اس کی مہر رہے اور کوئی فرمان بغیر ان کی مہر کے نافذ نہ ہو نہ بغیر ان کے دستخط کے بیت المال سے کوئی رقم برآمد ہو، آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اس نے قسم کھائی کہ آپ ایسا نہ کریں گے تو بخدا ہم ماریں گے فقہاء عراق نے کہا ''ہم آپ کو قسم دیتے ہیں کہ اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالئے اس لئے کہ ہم لوگ بھائی بھائی ہیں اور ہم سب لوگ اس کو ناپسند کرتے ہیں (تو جس طرح ہم لوگوں نے مجبوراً قبول کیا ہے) آپ بھی قبول کر لیجیے''

امام ابوحنیفہ ؒ نے پھر بھی انکار کیا اور فرمایا ''اگر مجھ سے بزور حکومت یہ چاہے کہ اس کے لئے مسجد کے دروازوں کو شمار کروں تو میں یہ بھی نہ کروں گا پھر اتنا بڑا کام مجھ سے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مثلاً وہ لکھے گا کہ فلاں مسلمان کی گردن ماری جائے اور میں اس پر مہر کروں بخدا میں کبھی اس مخمصہ میں نہ پڑوں گا''

اس انکار پر آپ کو دو ہفتہ قید میں رکھا گیا، پھر آپ کو چودہ کوڑے مارے گئے اس کے بعد آپ کا سخت جسمانی ریمانڈ کیا گیا، اس دوران ابن ہیرہ کا ایک آدمی اس کے پاس آیا اور کہا کہ اس طرح تو وہ شخص مر جائے گا۔ ابن ہیرہ نے کہا ''ان سے کہہ دو کہ ہم کو ہماری قسم سے چھڑائے یعنی یہ عہدہ قبول کر لے'' اس شخص نے عرض کی ''ان کا کہنا یہ

ہے کہ اگر مجھ سے یہ چاہے کہ میں اس کے لئے مسجد کے دروازوں کو شمار کروں تو یہ بھی نہ کروں گا مجھ کو چھوڑو کہ اس بارے میں اپنے بھائیوں سے مشورہ کروں"

ابن ہیرہ نے اس کو غنیمت سمجھا اور آپ کی رہائی کا حکم دیا آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ۱۳۰ھ میں مکہ تشریف لے گئے اور وہیں اقامت فرمائی یہاں تک کہ جب خلفائے عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو آپ کوفہ تشریف لائے وہ زمانہ منصور کی خلافت کا تھا منصور نے آپ کی بہت عزت و عظمت کی، دس ہزار درہم اور ایک باندی عطا کرنے کا حکم دیا لیکن آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا۔

خطیب نے ابن ہیرہ کے ساتھ آپ کا دوسرا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ اس نے چاہا کہ آپ والی کوفہ ہوں آپ نے انکار کیا اس پر اس نے ہر روز دس کوڑے کے حساب سے ایک سو دس کوڑے لگوائے اور آپ برابر انکار کرتے رہے، جب اس نے اس قدر انکار دیکھا تو رہا کر دیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے آپ کو عہدہ قضاء قبول کرنے کو کہا آپ نے انکار فرمایا اس پر اس نے قید کیا کسی نے آپ سے کہا "خلیفہ نے قسم کھائی ہے تاوقتیکہ آپ عہدہ قضاء قبول نہ فرمائیں گے ہم آپ کو چھوڑ نہیں سکتے اور وہ ایک مکان بنانا چاہتا ہے جس کی اینٹ گننے کا کام آپ کے سپرد ہوا ہے" آپ نے فرمایا "بخدا وہ اگر مسجد کے دروازوں کو گننے کے لئے مجھ سے کہے تو یہ بھی نہ کروں گا" جب آپ قید خانہ سے رہا ہوئے تو فرمایا "مجھے ضرب کا ایسا صدمہ نہ تھا جس قدر صدمہ مجھے اس کا تھا کہ اس خبر کو سن کر میری والدہ صاحبہ کو کتنی پریشانی ہوئی ہوگی اس پریشانی کا صدمہ ضرب کے صدمہ سے بڑھا ہوا تھا"

روایت ہے کہ ابن ہیرہ سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت باکرامت سے خواب میں مشرف ہوا دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کیا خدا کا خوف تیرے دل میں نہیں کہ میری امت کے ایک معزز شخص کو بے قصور مارتا ہے اور بہت تہدید فرمائی۔ خلیفہ نے آپ

کے پاس آدمی بھیجا اور رہائی کا حکم دیا اور اپنے قصور کی معافی چاہی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے جب قید خانہ میں خلق قرآن کے مسئلہ میں ماریں کھائیں تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی حالت یاد فرماتے اور ان پر دعائے رحمت کرتے۔

الخيرات الحسان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص: ۱۵۲-۱۵۵

(قصہ ۹۶) کہیں سامان مسرت کہیں ساز غم ہے

خلیفہ منصور نے آپ کو عہدہ قضاء کے لئے طلب کیا۔ اور اس کی خواہش تھی کہ جملہ قضاۃ اسلام آپ کے ماتحت ہوں۔ مگر آپ نے اس سے انکار فرمایا۔ اس پر اس نے قسم کھائی اور سخت قسم کھائی کہ اگر آپ اسے قبول نہ فرمائیں گے تو میں قید کروں گا اور نہایت سخت برتاؤ کروں گا۔ جب آپ نے انکار فرمایا تو اس نے آپ کو قید کر دیا اور پیغام بھیجا کہ اگر قید سے رہائی چاہتے ہیں تو عہدہ قضاء قبول کیجیے۔ آپ انکار فرماتے رہے جب آپ نے انکار شدید کیا تو خلیفہ نے حکم دیا کہ آپ قید سے باہر لائے جائیں اور ہر روز دس کوڑے مارے جائیں اور بازاروں میں ان کی تشہیر ہو۔ چنانچہ ایک دن آپ جیل سے نکالے گئے دردناک طریقہ سے آپ کو سزا دی گئی، یہاں تک کہ آپ کی دونوں ایڑیوں تک خون بہہ آیا اور سر بازار آپ کی تشہیر کی گئی۔

اس کے بعد پھر قید خانے واپس بھیجے گئے اور کھانے پینے میں نہایت تنگی کی گئی اسی طرح دوسرے تیسرے دن ہوا۔ یونہی برابر دس دن تک ہوتا رہا۔

جب پیمانہ صبر لبریز ہوا تو آپ روئے اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی اس کے پانچویں دن آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

اور ایک جماعت نے یوں روایت کیا ہے کہ آپ کو زہر کا پیالہ پینے کو دیا گیا آپ نے انکار کیا اور فرمایا "میں جانتا ہوں جو اس پیالہ میں ہے میں اپنے قتل میں قاتل کا مددگار ہونا پسند نہیں کرتا ہوں" لہٰذا آپ کو پٹک کر آپ کے منہ میں زبردستی وہ زہر دے دیا گیا، جس سے آپ نے وفات پائی۔

ارباب تواریخ کا اتفاق ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ میں ستر برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۱۶۱-۱۶۳

(قصہ ۹۷) ﴿دنیا نے ہمیں کھو کے بہت ہاتھ ملے ہیں﴾

جب آپ کا وصال ہوا تو قید خانہ سے آپ کو پانچ آدمی لائے اور اس جگہ تک پہنچایا جہاں آپ کو غسل دیا گیا۔ آپ کو حسن بن عمارہ قاضی بغداد نے غسل دیا۔ ابو رجاء عبداللہ ابن واقد ہروی پانی دیتے تھے۔ جب قاضی صاحب آپ کے غسل سے فارغ ہوئے تو بولے:

"اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ نے تیس سال سے افطار نہ کیا اور چالیس سال سے رات کو نہ سوئے آپ ہم سب لوگوں سے زیادہ فقیہ، عابد وزاہد اور اوصاف خیر کے جامع تھے۔ اور اب آپ نے انتقال فرمایا تو بھی بھلائی اور سنت کی طرف گئے اور اپنے پچھلوں کو تعب اور مصیبت میں ڈال گئے"

لوگ آپ کے غسل سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ بغداد کی بے شمار خلقت ٹوٹ پڑی گویا کہ کسی نے آپ کے وصال کی ہر جگہ خبر دے دی۔ آپ پر جتنے آدمیوں نے نماز پڑھی وہ شمار میں بقول بعض کے پچاس ہزار اور بقول بعض اس سے بھی زیادہ تھے، آپ کے جنازہ کی نماز چھ مرتبہ پڑھی گئی، سب سے آخر میں آپ کے صاحبزادے حضرت حماد نے پڑھی، کثرت ازدحام سے عصر کے بعد تک آپ کے دفن سے فراغت نہ ہوسکی۔

جب فقیہ مکہ ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کے وفات کی خبر پہنچی تو انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا "کتنا بڑا علم جاتا رہا"

جب حضرت شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے وصال کی خبر سنی انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ "علم کا نور کوفہ سے بجھ گیا اب ایسا شخص کبھی پیدا نہ ہوگا"

ایک زمانہ کے بعد سلطان ابوسعد مستوفی خوارزمی نے آپ کی قبر مبارک پر ایک بڑا شاندار قبہ بنوایا اور اس کے ایک جانب مدرسہ جاری کیا۔

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۱۶۳-۱۶۵

(قصہ ۹۸) ﴿وفات کے بعد غیبی تذکرے﴾

صدقہ مغابری سے منقول ہے (یہ شخص مستجاب الدعوات تھے) کہ جب لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کر چکے تین رات تک ندائے غیبی سنی گئی کہ کوئی شخص کہتا ہے:

ذهب الفقه فلا فقه لكم
فاتقوا الله وكونوا خلفا
مات نعمان فمن هذا الذی
یحیی اللیل اذا ما سجنا

"فقہ جاتا رہا اب تمہارے لئے فقہ نہیں، اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے نائب بنو، امام ابوحنیفہ نے انتقال کیا تو کون ہے اس رتبہ کا جو شب کو عبادت کرتا ہو جب تاریک ہو جائے"

الخیرات الحسان فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان، ص: ۱۶۵

(قصہ ۹۹) ﴿اپنے آپ کو عقل کل سمجھنے والا ایک نادان﴾

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے مکہ مکرمہ میں ایک نماز کی امامت کرائی، چونکہ آپ مسافر تھے اس لئے اپنی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام پھیر دیا اور مقتدیوں سے فرمایا:

"میں مسافر ہوں تم لوگ اپنی نماز مکمل کرلو"

ایک احمق مقتدی بول پڑا کہ "جی یہ مسئلہ ہم آپ سے بہتر جانتے ہیں ہمیں بتانے کی ضرورت نہیں"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی یہ بات سن کر ہنس پڑے اور فرمایا کہ "اگر مسئلہ مجھ سے بہتر جانتے ہوتے تو بولتے نہ کیونکہ بولنے کی وجہ سے تو آپ کی نماز ہی فاسد ہوگئی اب از سرنو

پڑھنی پڑے گی''

مرقاۃ المفاتیح (۳/۲۲۴)

(قصہ ۱۰۰) ﴿خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت﴾

احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الخیرات الحسان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان'' میں نقل کیا ہے، آپ نے اللہ رب العزت جل جلالہ کو ۹۹ بار خواب میں دیکھا۔ جب یہ ہو چکا تو آپ نے اپنے دل میں کہا کہ اب اگر اس کرامت سے بامشرف ہوا تو میں یہ پوچھوں گا کہ بندے تیرے عذاب سے کیسے نجات پا سکتے ہیں، چنانچہ جب اللہ تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی تو سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب عنایت فرما دیا۔

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱۶۸

(قصہ ۱۰۱) ﴿امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مبارک خواب﴾

ایک مرتبہ آپ نے خواب دیکھا کہ گویا نبی اکرم ﷺ کی قبر اقدس کو اُکھیڑ رہے ہیں۔ ابن سیرین اور ان کے شاگرد نے یہ تعبیر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو ظاہر کریں گے اور ایسے علوم پھیلائیں گے جو آپ سے قبل کسی نے نہیں ظاہر کئے۔

ہشام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی وقت سے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ غور وفکر اور قیاس کرنے لگے اور دینی مسئلوں میں کلام شروع کیا اور یہ خواب آپ کے متعلق آپ کے ایک شاگرد نے بھی دیکھا تھا اس نے یہ بھی دیکھا کہ لوگ آپ کو دیکھ رہے ہیں مگر کوئی شخص آپ پر انکار نہیں کرتا۔ پھر اس مبارک مٹی کو مٹھی میں بھرا اور چاروں طرف ہوا میں پھونک دیا، اس خواب نے آپ کو ڈرا دیا اور آپ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ خواب بیان کیا انہوں نے کہا ''سبحان اللہ جس نے یہ خواب دیکھا ہے وہ بڑے رتبہ کا شخص ہے وہ فقیہ ہے یا عالم'' ہشام کہتے ہیں میں نے کہا ''وہ فقیہ ہیں'' ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''بخدا یہ ضرور رسول اللہ ﷺ کا وہ علم ظاہر کریں گے جس کو کسی نے ظاہر نہ کیا اور ضرور ان کا نام مشرق ومغرب اور تمام اطراف

عالم میں جہاں جہاں وہ مٹی پہنچی ہے مشہور ہوگا''

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱۶۹

(قصہ ۱۰۲) ﴿امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کا سرچشمہ﴾

ازہر بن کیسان فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی زیارت باکرامت سے مشرف ہوا اور آپ کے پیچھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ میں نے ان دونوں سے عرض کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھوں فرمایا پوچھ مگر زور سے نہ بولنا میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے بارے میں سوال کیا کیونکہ میں ان سے خوش اعتقاد نہ تھا، ارشاد ہوا:

''ان کے علم کا سرچشمہ خضر (علیہ السلام) سے ہے''

اور میں نے دیکھا کہ پے در پے تین ستارے آسمان سے ٹوٹے ہیں۔ وہ امام ابوحنیفہ، مسعر اور سفیان ثوری رحمہم اللہ تھے۔

محمد بن مقاتل سے اس کا تذکرہ ہوا وہ رو دیئے اور بولے کہ علماء زمین کے ستارے ہیں۔

الخیرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنیفة النعمان،ص:۱۷۰

(قصہ ۱۰۳) ﴿حوض کوثر کا جام﴾

ایک مرتبہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے دیکھا کہ آپ محشر میں حوض کوثر پر تشریف فرما ہیں۔ اور آپ کے دائیں جانب حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ...... اسی طرح یہاں تک کہ سترہ بزرگوں کو شمار کیا اور حوض کے آگے اپنے ایک پڑوسی کو دیکھا کہ اس کے سامنے برتن ہے ان سے پوچھا کہ ''میں بھی حوض کوثر کا پانی پی لوں؟'' اس نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لوں، دریافت کرنے پر حضور ﷺ نے اجازت دی تو انہوں نے ایک پیالہ دیا آپ نے پیا اور اپنے تمام اصحاب رضی اللہ عنہم کو پلایا۔ مگر وہ پیالہ انگلی کے پورے کے برابر بھی کم نہ

ہوا اور وہ پانی دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔

الخيرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنيفة النعمان، ص: ۱۷۰

(قصہ ۱۰۴) ﴿ دنیا کا سب سے بڑا عالم! ﴾

ایک مرتبہ مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ کے حلقہ میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص آسمان سے اترا ہے اور اس نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں وہ شخص بغداد کے سب سے اونچے منارے پر کھڑا ہوا اور آواز دی ''کیا عظیم چیز تھی جسے لوگ گم کر بیٹھے؟'' مقاتل رحمہ اللہ نے کہا ''اگر یہ خواب تمہارا سچا ہے تو ضرور دنیا کا سب سے بڑا عالم انتقال کرے گا'' چنانچہ کچھ دیر بعد امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے وصال کی اطلاع مل گئی۔ مقاتل نے یہ خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور فرمایا:

''افسوس کہ دنیا سے وہ شخص چل بسا جو امت محمدیہ سے مشکلات کو دور کرتا تھا۔''

الخيرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنيفة النعمان، ص: ۱۷۱

(قصہ ۱۰۵) ﴿ حضور ﷺ کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے محبت ﴾

مسدد بن عبدالرحمٰن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ صبح کے وقت مکہ معظمہ میں رکن اور مقام کے درمیان سوئے ہوئے تھے کہ زیارت جمال بے مثال نبوی ﷺ سے مشرف ہوئے، عرض کی ''یا رسول اللہ! حضور اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کوفہ میں ہے؟ ان کا نام نعمان بن ثابت ہے، کیا میں ان سے علم حاصل کروں'' ارشاد ہوا:

''ان سے علم سیکھو اور ان کے عمل جیسا عمل کرو وہ بہت اچھا شخص ہے''

مسدد بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس وقت کے بعد سے میں لوگوں کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف زبردستی متوجہ کرتا ہوں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں پہلے جو میرا اعتقاد تھا اس پر استغفار کرتا ہوں''

الخيرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنيفة النعمان، ص: ۱۷۲

(قصہ ۱۰۶) ﴿ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متبعین کی فضیلت ﴾

جب آپ نے زندگی کا آخری حج فرمایا تو خدام کعبہ معظمہ کو اپنا آدھا مال اس بنا پر دے دیا کہ اندرون کعبہ نماز پڑھنے کی اجازت دیں، اجازت ملنے پر آپ نے وہاں نصف قرآن ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھا، پھر دوسرا نصف دوسرے پاؤں پر...... اور بارگاہ خداوندی میں یہ درخواست پیش کی:

''اے اللہ! جس طرح تجھے پہچاننے کا حق تھا اس طرح میں تیری معرفت حاصل نہ کر سکا اور جس طرح تیری عبادت کا حق تھا اس طرح میں تیری عبادت نہ کر سکا، اے اللہ! تو میرے اس قصور کو معاف فرما دے''

گوشۂ بیت اللہ سے آواز آئی:

''تو نے پہچانا اور اچھی طرح پہچانا اور خالص خدمت کی، میں نے تجھے بخش دیا اور ہر ایک اس شخص کو جو تیرے مذہب پر قیامت تک ہوگا''

الخيرات الحسا ن فی مناقب الإمام أبی حنيفة النعمان، ص: ۸۱-۸۴

فهرس المراجع

(۱) القرآن الحكيم تنزيل من الرحمن الرحيم

(۲) سنن البيهقي۔لأحمد بن على البيهقي أبو بكر۔ دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) مؤطا الامام محمد ۔ للامام محمد بن الحسن الشيباني (م:۱۸۷ الهجرية) ۔ المكتبة الرحمانية۔لاهور.

(٤) تهذيب التهذيب۔للامام احمد بن على بن حجرالعسقلاني (م:۸٥۲الهجرية)۔ مطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية۔ الهند مصورة بدار صادر۔ بيروت.

(٥) المستدرك على الصحيحين في الحديث۔ للامام أبي عبد الله محمد بن عبد الله بن المعروف بالحاكم (م:٤٠٥ الهجرية) مطابع النصر الحديثية۔ الرياض.

(٦) مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح۔ لعلى بن سلطان محمد القارى(م:١٠١٤ الهجرية)۔ مكتبة رشيدية۔كوئته.

(۷) الخيرات الحسان۔لابن حجر الهيثمي۔دارالكتب العلمية، بيروت.

(۸) تاريخ بغداد۔لابن النجار الخطيب البغدادي۔دارالغرب الإسلامي.

(۹) أخبار أبي حنيفة وصاحبيه۔لأبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي۔لجنة إحياء المعارف النعمانية

(۱۰) أعلام الموقعين۔لمحمد بن أبي بكر أيوب الزرعي ابن قيم الجوزية (المتوفى:٧٥١الهجرية)۔ دارالجيل، بيروت.

(۱۱) مسند الامام الأعظم،للإمام أبي حنيفة، قديمى كتب خانه، كراتشى

(۱۲) تعليق البخارى، للشيخ احمد على السهارنفورى، قديمى كتب خانه، كراتشى

(۱۳) سیرت ائمہ اربعہ، مولانا قاضی اطہر مبارکپوری، ادارہ اسلامیات، لاہور۔

(۱۴) سیرۃ النعمان، مولانا شبلی نعمانی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

(۱۵) ملفوظات امام ابوحنیفہؒ، مفتی محمود اشرف عثمانی، ادارہ اسلامیات، کراچی۔

☆☆☆☆